Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 63

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly
BADR Qadian

شمارہ 7

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر
امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

12 ربیع الثانی 1435 ہجری 13 تبلیغ 1393 ہش 13 فروری 2014ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس وبارك لنا في عمرہ وامرہ۔

یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمالِ صالحہ میں کمزوری اور سستی پائی جاتی ہے۔
اصلاحِ نفس کے لئے نری تجویزوں اور تدبیروں سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ محض اپنی سعی اور کوشش سے طہارتِ نفس پیدا ہو جاوے یہ خیال باطل ہے
لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ پھر انسان کوشش نہ کرے اور مجاہدہ نہ کرے۔ مگر یہ تجاویز اور تدابیر اپنے نفس اور خیال سے پیدا کی ہوئی نہیں ہونی چاہئیں۔
بلکہ ان تدابیر کو اختیار کرنا چاہئے جن کو خود خدا تعالیٰ نے بیان کیا ہے اور جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھائی ہیں۔
اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ یعنی جو لوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔

(ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

’’یقیناً سمجھو کہ ہر ایک پاکبازی اور نیکی کی اصلی جڑ خدا تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ جس قدر انسان کا ایمان باللہ کمزور ہوتا ہے اسی قدر اعمالِ صالحہ میں کمزوری اور سُستی پائی جاتی ہے۔ لیکن جب ایمان قوی ہو اور اللہ تعالیٰ کو اس کی تمام صفاتِ کاملہ کے ساتھ یقین کر لیا جائے اسی قدر عجیب رنگ کی تبدیلی انسان کے اعمال میں پیدا ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا گناہ پر قادر نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ایمان اس کی نفسانی قوتوں اور گناہ کے اعضاء کو کاٹ دیتا ہے۔ دیکھو اگر کسی کی آنکھیں نکال دی جائیں تو وہ آنکھوں سے بدنظری کیونکر کر سکتا ہے اور آنکھوں کا گناہ کیسے کرے گا۔ اور اگر ایسا ہی ہاتھ کاٹ دیئے جائیں، شہوانی قویٰ کاٹ دیئے جائیں، پھر وہ گناہ جو ان اعضاء سے متعلق ہیں کیسے کر سکتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح پر جب ایک انسان نفسِ مطمئنّہ کی حالت میں ہوتا ہے تو نفسِ مطمئنّہ اُسے اندھا کر دیتا ہے اور اس کی آنکھوں میں گناہ کی قوت نہیں رہتی۔ وہ دیکھتا ہے پر نہیں دیکھتا کیونکہ آنکھوں کے گناہ کی نظر سلب ہو جاتی ہے۔ وہ کان رکھتا ہے مگر بہرہ ہوتا ہے اور وہ باتیں جو گناہ کی ہیں نہیں سُن سکتا۔ اسی طرح پر اس کی تمام نفسانی اور شہوانی قوتیں اور اندرونی اعضاء کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اس کی ساری طاقتوں پر جن سے گناہ صادر ہو سکتا تھا ایک موت واقع ہو جاتی ہے اور وہ بالکل ایک میّت کی طرح ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ ہی کی مرضی کے تابع ہوتا ہے۔ وہ اس کے سوا ایک قدم نہیں اُٹھا سکتا۔ یہ وہ حالت ہوتی ہے جب خدا تعالیٰ پر سچا ایمان ہو اور جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کامل اطمینان اُسے دیا جاتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جو انسان کا اصل مقصود ہونا چاہئے اور ہماری جماعت کو اس کی ضرورت ہے۔ اور اطمینانِ کامل کے حاصل کرنے کے واسطے ایمانِ کامل کی ضرورت ہے۔ پس ہماری جماعت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر سچّا ایمان حاصل کریں۔

یاد رکھو اصلاحِ نفس کے لئے نری تجویزوں اور تدبیروں سے کچھ نہیں ہوتا ہے۔ جو شخص نری تدبیروں پر رہتا ہے وہ نامراد اور ناکام رہتا ہے کیونکہ وہ اپنی تدبیروں اور تجویزوں ہی کو خدا سمجھتا ہے۔ اس واسطے وہ فضل اور فیض جو گناہ کی طاقتوں پر موت وارد کرتا ہے اور بدیوں سے بچنے اور ان کا مقابلہ کرنے کی قوت بخشتا ہے وہ انہیں نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے آتا ہے جو تدبیروں کا غلام نہیں تھا۔ انسانی تدبیروں اور تجویزوں کی ناکامی کی مثال خود خدا تعالیٰ نے دکھائی ہے۔ یہودیوں کو توریت کے لئے کہا کہ اس میں تحریف و تبدیل نہ کرنا اور بڑی بڑی تاکیدیں اس کی حفاظت کی اُن کو کی گئیں۔ لیکن کم بخت یہودیوں نے تحریف کر دی۔ اس کے بالمقابل مسلمانوں کو کہا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) یعنی ہم نے اس قرآن مجید کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ پھر دیکھ لو کہ اس نے کیسی حفاظت فرمائی۔ ایک لفظ اور نقطہ تک پس و پیش نہ ہوا اور کوئی ایسا نہ کر سکا کہ اس میں تحریف تبدیل کرتا۔ صاف ظاہر ہے کہ جو کام خدا کے ہاتھ سے ہوتا ہے وہ بڑا ہی بابرکت ہوتا ہے اور جو انسان کے اپنے ہاتھ سے ہو وہ بابرکت نہیں ہو سکتا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جب تک خدا تعالیٰ کا فضل اور اسی کے ہاتھ سے نہ ہو تو کچھ نہیں ہوتا۔ پس محض اپنی سعی اور کوشش سے طہارتِ نفس پیدا جاوے یہ خیال باطل ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ پھر انسان کوشش نہ کرے اور مجاہدہ نہ کرے۔ نہیں، بلکہ کوشش اور مجاہدہ ضروری ہے اور سعی کرنا فرض ہے۔ خدا تعالیٰ کا فضل سچی محنت اور کوشش کو ضائع نہیں کرتا۔ اس واسطے ان تمام تدابیر اور مساعی کو چھوڑنا نہیں چاہئے جو اصلاحِ نفس کے لئے ضروری ہیں۔ مگر یہ تجاویز اور تدابیر اپنے نفس اور خیال سے پیدا کی ہوئی نہیں ہونی چاہئیں بلکہ ان تدابیر کو اختیار کرنا چاہئے جن کو خود اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اور جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھائی ہیں۔ آپؐ کے قدم پر قدم مارو اور پھر دعاؤں سے کام لو۔ تم ناپاکی کے کیچڑ میں پھنسے ہوئے ہو مگر خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر صرف تدبیروں سے صاف چشمہ تک نہیں پہنچ سکتے جو طہارت کا موجب بنے۔

بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کو چھوڑتے ہیں اور اپنی تدبیروں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ احتیاطیں کرتے کرتے خود مبتلا ہو جاتے ہیں اور پھنس جاتے ہیں۔ اس واسطے کہ خدا تعالیٰ کا فضل ان کے ساتھ نہیں ہوتا اور ان کی دستگیری نہیں کی جاتی۔ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنی تجویز اور خیال سے اگر کوئی اصلاحِ نفس کرنے کا مدعی ہو وہ جھوٹا ہے۔

اصلاحِ نفس کی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے۔ کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبۃ: 119) یعنی جو لوگ قولی، فعلی، عملی اور حالی رنگ میں سچائی پر قائم ہیں ان کے ساتھ رہو۔ اس سے پہلے فرمایا یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ (التوبۃ: 119) یعنی ایمان والو! تقویٰ اللہ اختیار کرو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے ایمان ہو پھر سنّت کے طور پر بدی کی جگہ کو چھوڑ دے اور صادقوں کی صحبت میں رہے۔ صحبت کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے جو اندر ہی اندر ہوتا چلا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص ہر روز کنجریوں کے ہاں جاتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا مَیں زنا کرتا ہوں؟ اس سے کہنا چاہئے کہ ہاں تُو کرے گا اور وہ ایک نہ ایک دن اس میں مبتلا ہو جاوے گا کیونکہ صحبت میں تاثیر ہوتی ہے۔ اسی طرح پر جو شخص شراب خانہ میں جاتا ہے خواہ وہ کتنا ہی پرہیز کرے اور کہے کہ مَیں نہیں پیتا ہوں لیکن ایک دن آئے گا کہ وہ ضرور پیئے گا۔ پس اس سے کبھی بے خبر نہیں رہنا چاہئے کہ صحبت میں بہت بڑی تاثیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اصلاحِ نفس کے لئے کُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِیۡنَ (التوبۃ:119) کا حکم دیا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 504 تا 506۔ مطبوعہ ربوہ)

حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افراد خاندان پر
اخبار ’’منصف‘‘ حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب (قسط:۷)

روزنامہ ’’منصف‘‘ حیدرآباد میں حضرت بانئ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا!

آج کل حضرت بانئ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ’’قادیانیت اپنے آئینہ میں‘‘ عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کردیا جاتا ہے۔ ’’منصف‘‘ کو اپنے اس انصاف کا بھی دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہر حال سو سال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اپنے ہفت روزہ اخبار ’’بدر‘‘ میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ’’منصف‘‘ کی دُھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

دادِعیش کی سرخی کے تحت منصف نے لکھا:

’’وہ لاہور سے نہایت اعلیٰ درجہ کی مشک خالص پے در پے منگواتا تھا۔ مفرح عنبری کا استعمال کرتا تھا شاندار خیمے، عمدہ بستر، عمدہ بیگمی پان اس کے لوازمات میں سے تھے۔ تازہ پکوڑے، پرندوں کا گوشت، مرغ مسلم، بٹیر، مچھلی، کباب مرغ، بھنی ہوئی بوٹیاں، خوب سینکی ہوئی چپاتیاں، پتلا شوربہ، جس میں گوشت خوب گداز ہوچکا ہو، چاول شیریں، میٹھی روٹی، اعلیٰ درجہ کی مغزیات، قیمتی میوہ جات وغیرہ اس کی مرغوب غذائیں تھیں۔ ازار بند عموماً ریشمی ہوتا تھا (ایضاً صفحہ ۲۸) فینسی پارچہ جات اور نفیس اشیا خریدنے کیلئے اس کی بیوی خود لاہور جاتی اور عرصہ دراز تک لاہور میں ہی قیام کرتی۔‘‘

(اخبار منصف مورخہ ۲۲/نومبر ۲۰۱۳)

اس جگہ ایضاً سے ’منصف‘ کی مراد ضرورت الامام صفحہ ۲۸ ہے۔ دیکھو منصف مورخہ ۲۲ نومبر ۲۰۱۳ء جبکہ ضرورت الامام صفحہ ۲۸ پر ایسا کوئی حوالہ نہیں ہے۔ ضرورت الامام صفحہ ۲۸ پر تو حضورؑ فرماتے ہیں کہ:

’’عزیزمن! ہم تو معارف اور حقائق اور آسمانی برکات کے بھوکے اور پیاسے ہیں اور ایک سمندر بھی پی کر سیر نہیں ہوسکتے۔‘‘

بات دراصل یہ ہے کہ اخبار منصف نے معترض مبارک پوری صاحب کی کتاب ’’قادیانیت اپنے آئینے میں‘‘ میں اپنی طرف سے کتر بیونت کرکے اعتراضات میں جدت پیدا کرنے کی کوشش تو کی لیکن حواشی کی صحیح ترتیب کا خیال نہیں رکھ سکا۔ معترض کی ’’ایضاً صفحہ ۲۸‘‘ سے مراد ’’سیرت المہدی (کاویہ ج ۲ صفحہ ۲۸۲۔۲۸۶) ہے جبکہ سیرت المہدی صفحہ ۲۸۲،۲۸۶ پر ایسی کوئی تحریر موجود نہیں اور کاویہ نام کی کوئی جماعتی کتاب نہیں ہے۔ یہ مخالفین احمدیت کی طرف سے شائع ہونے والی کتاب ہے جس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

درحقیقت یہ بھی معترض کی غیر محققانہ سوفسطائی ’’تحقیق‘‘ کا نمونہ ہے۔ ایک روایت سیرت المہدی جلد اول صفحہ 45 پر ہے جسے معترض نے ’’کاویے‘‘ پر اعتماد کرتے ہوئے خود پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: ’’بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعودؑ کھانوں میں سے پرندہ کا گوشت زیادہ پسند فرماتے تھے۔ شروع شروع میں بٹیر بھی کھاتے تھے لیکن جب طاعون کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ نے اس کا گوشت کھانا چھوڑ دیا کیونکہ آپ فرماتے تھے کہ اس میں طاعونی مادہ ہوتا ہے۔ مچھلی کا گوشت بھی حضرت صاحب کو پسند تھا.... پکوڑے بھی حضرت صاحب کو پسند تھے۔ ایک زمانے میں سکنجبین کا شربت بہت استعمال فرمایا کرتے تھے مگر چھوڑ دی۔ ایک دفعہ آپ نے لمبے عرصے تک کوئی پکی ہوئی چیز نہیں کھائی صرف تھوڑے سے دہی کے ساتھ روٹی لگا کر کھالیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی مکی کی روٹی بھی پسند کرتے تھے... ایک زمانہ میں آپ نے چائے کا بہت استعمال فرمایا تھا مگر پھر چھوڑ دی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا حضرت صاحب کھانا بہت تھوڑا کھاتے تھے۔‘‘

یہ تمام اشیاء ارشاد ربانی کے مطابق حلال اور طیب چیزوں میں سے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ معترض کی نگاہ میں یہ تمام حلال اور پاکیزہ چیزیں حرام ہیں (نعوذ باللہ) جبھی تو ان کے استعمال پر اعتراض ہے۔ اگر یہی بات ہے تو ہم معترض کے اندھے پیروکاروں سے قرآنی الفاظ میں ہی پوچھتے ہیں کہ:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ (اعراف: ۳۳)

ترجمہ: تو پوچھ کہ اللہ کی (پیدا کردہ) زینت کس نے حرام کی ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے۔ اور رزق میں سے پاکیزہ چیزیں بھی۔ اگر کہو کہ خدا کے نبیوں اور محبوبوں کو اچھے کھانوں اور پوشاکوں اور دنیاوی آرام و آسائش سے کوئی تعلق نہیں ہوتا تو ارشاد خداوندی تو یہ ہے کہ:

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا (المومنون: ۵۲) کہ اے رسولو! جو پاک چیزیں ہیں وہ کھاؤ اور نیک کام کرو یعنی نبیوں کو تو تاکیدی حکم ہے کہ پاکیزہ چیزیں ہی کھاؤ۔ پھر احادیث اور سیرت کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشک اور عنبر وغیرہ استعمال کیا کرتے تھے۔ دیکھو سیرت النبیؐ مرتبہ شبلی نعمانی حصہ اول جلد ۲ صفحہ ۱۶۲۔ اسی طرح کشف المحجوب صفحہ ۳۶۹ میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ رسول کریمؐ نے دو من (ایک پیمانہ جو دو رطل کے برابر ہے) کستوری اکٹھی پانی میں ڈالی اور اپنے بالوں پر ملی۔ ابوداؤد کی روایت ہے کہ آپؐ رنگے ہوئے چمڑے کی جوتی پہنا کرتے تھے اور ورس اور زعفران سے داڑھی رنگا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت عثمانؓ کے متعلق تاریخ الخلفا مرتبہ امام سیوطی صفحہ ۱۸۹ میں لکھا ہے کہ آپؓ نے اپنے دانتوں کو سونے کے تار سے باندھ رکھا تھا۔

حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ کے متعلق گلدستہ کرامات صفحہ ۱۱۲ مطبع مجتبائی میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا عمامہ ستر ہزار روپے میں خریدا گیا تھا۔ جناب غوث الاعظم کی نعلین یاقوت سرخ اور زمرد سبز سے مرصع ہوا کرتی تھیں اور کوئی نعلین آٹھ دن سے زیادہ آپ نے نہیں پہنی۔ (ایضاً صفحہ ۱۱۲)

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ معترض کے اعتراض کی زد سے اللہ اور اس کے رسول اور باقی تمام اکابر دین بھی نہ بچ سکے! حضرت مسیح موعودؑ کا دعویٰ امام مہدی، مسیح موعود مجدد آخرالزمان اور ظلی نبی ہونے کا تھا۔ اگر آپؑ کے دعاوی اور آپؑ پر ہونے والے اعتراضات کو منہاج نبوت کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو یہ تمام اعتراضات آپ کی صداقت کے عظیم الشان ثبوت بن جائیں گے۔ کیا آنحضورؐ پر کفار مکہ نے یہ الزام نہیں لگایا تھا کہ یہ تو ہماری طرح ہی کھاتا پیتا ہے! کیا حضرت مسیحؑ پر یہودیوں نے الزام نہیں لگایا کہ یہ کھاؤ پیؤ ہے! الغرض یہ تو حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی نشانی ہے کہ آپؑ پر بھی بعینہ وہی الزامات لگائے گئے جو گزشتہ انبیا پر لگے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھانے پینے اور پاکیزہ چیزوں کے استعمال پر اعتراض کرنے والوں کے جواب میں فرماتے ہیں:

’’منشی الٰہی بخش اور اُس کے دوسرے رفیق اعتراض کرتے ہیں کہ میں بید مشک اور کیوڑہ کا استعمال کرتا ہوں یا اور اس قسم کی دوائیاں کھاتا ہوں۔ تعجب ہے کہ حلال اور طیب چیزوں کے کھانے پر اعتراض کیا جاتا ہے..... میری شہادت مل سکتی ہے کہ مجھے کیوڑہ وغیرہ کی ضرورت کس وقت پڑتی ہے۔ میں کیوڑہ وغیرہ کا استعمال کرتا ہوں جب دماغ میں اختلال معلوم ہوتا ہے یا جب دل میں تشنج ہوتا ہے۔ خدائے وحدہٗ لاشریک جانتا ہے کہ بجز اس کے مجھے ضرورت نہیں پڑتی۔ بیٹھے بیٹھے جب بہت محنت کرتا ہوں تو یکدفعہ ہی دورہ ہوتا ہے۔ بعض وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ قریب ہے کہ غش آجاوے اس وقت علاج کے طور پر استعمال کرنا پڑتا ہے اور اسی لیے ہر روز باہر سیر کو جاتا ہوں۔

مگر مولوی عبداللہ جو کچھ کرتے تھے یعنی مُرغ، انگور، انڈے وغیرہ جو استعمال کرتے تھے اس کی وجہ کثرت ازدواج تھی اور کوئی سبب نہ تھا۔ انبیاء علیہم السلام ان چیزوں کو استعمال کرتے تھے مگر وہ خدا کی راہ میں فدا تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی گھبراتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہاتھ مار کر کہتے کہ اے عائشہ ہم کو راحت پہنچا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تو سارا جہان دشمن تھا۔ پھر اگر اُن کیلئے کوئی راحت کا سامان نہ ہو، تو یہ خدا کی شان کے ہی خلاف ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۲۰)

کافور کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں:۔

’’مسلمان کو مرتے وقت کافور کا استعمال کرنا سنت ہے۔ یہ اس لئے کہ کافور ایک ایسی چیز ہے جو وبائی کیڑوں کو مارتی اور سمیت کو دُور کرتی ہے اور انسان کو ٹھنڈک پہنچاتی ہے اور بہت سی عفونتی بیماریوں کو روکتی ہے۔ اسی لئے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ مومنوں کو کافوری شربت پلایا جائے گا۔ آج کل کی تحقیقات سے بھی یہ ثابت ہوا ہے کہ کافور جیسا کہ ہیضہ کیلئے مفید ہے ویسا ہی طاعون میں بہت فائدہ بخش ہے۔ میں اپنی جماعت کو بتلاتا ہوں کہ یہ بہت مفید چیز ہے اور میرا اعتقاد ہے کیونکہ قرآن کریم نے بتلایا ہے کہ یہ جلن کو روکتا ہے اور دل کو سکینت اور تفریح دیتا ہے اور ہمیں رغبت دلائی کہ ہم کافور کا استعمال کیا کریں۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۶۵)

معترض نے کافور کے استعمال پر اعتراض کرکے اس سے اپنی ناپسندیدگی اور نفرت کا اظہار کردیا جس کا شربت اللہ تعالیٰ جنتیوں کو پلائے گا۔

کیوڑہ کے متعلق حضورؑ نے فرمایا ہے کہ یہ طاعون کے علاج کے لئے مفید ہے۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۵۷۵) اور حضور مخلوق خدا کی ہمدردی کے جذبے کے تحت یہ ادویہ بعض اوقات زرکثیر خرچ کرکے بھی منگوا کر رکھتے تھے۔

چنانچہ مولوی عبداللہ کشمیری کی علالت کا ذکر تھا کہ انہیں اضطراب بہت ہے۔ فرمایا کیوڑہ اور گاؤزبان بہت مفید ہے۔ پھر اندر سے عمدہ قسم کے حیدرآبادی کیوڑے کی بوتل لاکر دی (ایضاً صفحہ ۵۲۷) سبحان اللہ! کیسا ہمدردئ مخلوق خدا میں فنا انسان ہے۔ اس پر اس طرح طنز کرنا اخلاق سوز حرکت ہے۔

سکنجبین پر اعتراض کرکے معترض نے اپنی علمیت کا پردہ فاش کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ معترض کو سکنجبین کے لغوی معنے معلوم نہیں تھے۔ سکنجبین سرک اور انگبین سے مرکب ہے جس کے معنے سرکہ اور شہد کے ہیں جو کہ آنحضورؐ کی مرغوب غذاؤں میں سے تھے۔ سرکہ کے متعلق حضورؐ نے فرمایا کہ یہ ایک بہترین سالن ہے۔ شہد کا قرآن مجید میں ذکر ہے کہ اس میں لوگوں کیلئے شفا ہے۔ معترض کے ناعاقبت اندیش پیروکار غور کریں کہ یہ اعتراض بھی اللہ اور اس کے رسول اور اس کی پاک کتاب پر ہی پڑا۔ افسوس صد افسوس! طبی اعتبار سے سرکہ، شہد اور نیبو کے عرق میں پکا ہوا شربت دافع صفرا وبلغم ہے اور متلی سردرد اور قے وغیرہ میں مفید ہے اور حضورؑ نے مفتی محمد صادق صاحب کو اس کے استعمال کی تاکید کی۔ (ایضاً ۵۷۵)

اسی طرح ہڈیوں کا شوربا (یا بقول معترض پتلا شوربا جس میں گوشت خوب گداز ہوچکا ہو) یعنی یخنی سردرد اور متلی وغیرہ میں مفید ہے۔ (ایضاً صفحہ ۵۷۵)

درحقیقت سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کو بہت زیادہ

(باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

سنگاپور، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور جاپان کے دورہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کا نہایت ایمان افروز اور روح پرور تذکرہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو گننا اور اس کی انتہا جاننا ممکن نہیں۔ ہر دورہ اور ہر دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کے شکر کے مضمون کی نئی آگاہی دیتا ہے۔

ان ممالک کے دوروں کے دوران ہونے والی مختلف تقریبات اور ان کے غیر معمولی نیک اثرات سے متعلق غیروں کے تأثرات کا اجمالی تذکرہ۔

ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ اسلام احمدیت کا وسیع پیمانے پر تعارف ہوا۔

ایک اندازہ کے مطابق اس ریجن کے 46 ممالک میں ساڑھے تین کروڑ افراد تک پیغام پہنچا۔

مساجد کے افتتاح، ماؤری بادشاہ کی طرف سے خصوصی استقبالیہ تقریب، ماؤری زبان میں قرآن کریم کے ترجمہ کی اشاعت اور متعدد ایمان افروز تفصیلات۔

مکرم بشیر احمد صاحب کیانی آف کراچی کی شہادت، مکرم میاں عبدالسمیع عمر صاحب آف یوکے اور عزیزم مزمّل الیاس صاحب متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ کی وفات۔

مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 15 نومبر 2013ء بمطابق 15 نبوت 1392 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل 6 دسمبر 2014ء کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ چند ہفتے، جیسا کہ آپ جانتے ہیں، مَیں آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ اور سنگاپور، جاپان وغیرہ کے دورے پر رہا ہوں۔ جیسا کہ عموماً میرا طریق ہے دوروں کے دوران اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی جو بارش ہوتی ہے واپس آ کر اُس کا ذکر کیا کرتا ہوں۔ سو آج مختصراً یہ ذکر آپ کے سامنے کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو گننا اور اس کی انتہا جاننا تو ممکن نہیں کیونکہ جب ہم سمجھتے ہیں کہ ہم فضلوں کی حدوں کو چھونے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ فوراً ہی ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے اور ہماری اس غلط فہمی کو دور کر دیتا ہے کہ جن باتوں کو تم بیشمار فضل سمجھتے ہو، یہ تو ابھی ابتدا ہے۔ اب میں تمہیں ایک قدم اَور آگے بڑھاتا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا شمار اور اُس کی انتہا جاننا انسانی بس سے باہر ہے۔ خاص طور پر جب اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کا سلسلہ ہر موڑ پر کھڑا ہمیں ایک اور خوشخبری سنا رہا ہو جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے ہیں اور جن کی پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ فضلوں کی انتہا کا ذکر تو دور کی بات ہے، مجھے تو یہ سمجھ نہیں آتی کہ کس فضل کو لے کر بات شروع کروں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ایک خلاصہ مَیں پیش کروں گا جو ان سات ہفتوں کے دوران سفر میں ہمیں نظر آئے۔ ان جگہوں کی کچھ تفصیل تو وکیل التبشیر صاحب کی رپورٹس جو الفضل کو وہ بھیج رہے ہیں، اُس میں شائع ہو رہی ہیں، اُس میں سے بعض لوگوں نے پڑھ لی ہوں گی لیکن بعض باتوں کی تصویر کھینچنا، تصویر کشی کرنا اور بیان کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ غیروں کے تأثرات جو غیر جماعت کا ذکر کرتے ہوئے کرتے ہیں، اُن کا سو فیصد بیان نہ مَیں کر سکتا ہوں، نہ کوئی اور کر سکتا ہے۔ ہاں ایم ٹی اے پر کچھ حد تک یہ دیکھے جا سکتے ہیں، شاید کچھ آ بھی گئے ہوں۔ انگریزی دان طبقے کے لئے پریس ڈیسک نے اس دفعہ اچھا انتظام کیا ہوا تھا اور دورے کے جو مختلف خاص اہم مواقع تھے اُن کی خبر دنیا کے احمدیوں تک پہنچتی رہی ہے۔ بہرحال ہر دورہ اور ہر دن ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اُس کے شکر کے مضمون کی نئی آگاہی دیتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔ بہرحال اب اس تمہید کے بعد مَیں حالاتِ سفر اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر کرتا ہوں۔

ہمارے دورے کی پہلی منزل سنگاپور تھی۔ سنگاپور ائیرپورٹ پر سنگاپور کے احمدیوں کے علاوہ انڈونیشیا اور ملائشیا کے بعض عہدیداران مرد و خواتین بھی آئے ہوئے تھے اور اُن سب کی ایک عجیب جذباتی کیفیت تھی جس کا کچھ اندازہ آپ کو ایم ٹی اے پر خطبے کے دوران بعض جھلکیاں دیکھ کے ہو گیا ہوگا۔ بہرحال سنگاپور کا یہ دورہ تقریباً دس دن کا تھا اور اس میں انڈونیشیا، ملائشیا، برونائی، فلپائن، تھائی لینڈ، کمبوڈیا، ویتنام، پاپوا نیوگنی، سری لنکا، انڈیا اور میانمار سے آنے والے احمدیوں اور وفود سے ملاقات ہوئی۔ انڈونیشیا سے تقریباً اڑھائی ہزار کی تعداد میں احمدی آئے ہوئے تھے اور ان میں سے اکثر احمدی کوئی ایسے اچھے کھاتے پیتے نہیں تھے لیکن وفا اور اخلاص سے پُر تھے۔ بعض قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز بیچ کر یا جائیداد بیچ کر سفر کا خرچ کر کے آئے تھے۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی ایک دفعہ شاید سفر کے دوران کسی خطبہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ ان لوگوں کو فکر تھی تو یہ کہ ہمارے دین کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ دین پر قائم رکھے۔ ان میں سے وہ لوگ بھی تھے جو بڑے عرصے سے تقریباً ایک سال سے گھر سے بے گھر ہیں۔ وہاں کے رہنے والوں نے اُن کو اُن کے گھروں سے نکال دیا ہے اور عارضی shelter میں رہ رہے ہیں لیکن انہوں نے اپنے ایمان کو قربان نہیں کیا ہے بلکہ اِن کے ایمان مزید مضبوط ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ جو جماعتی مصروفیات ہوتی ہیں، meetings ہیں، ملاقاتیں ہیں، کلاسیں ہیں۔ غیروں کے ساتھ جو دوسرے پروگرام تھے، وہ یہاں سنگاپور میں بھی ہوئے۔ ایک پروگرام reception کا تھا، جس میں انڈونیشیا سے آنے والے غیر از جماعت بھی شامل تھے، جن میں پروفیسر بھی تھے، سکالرز بھی تھے، سیاستدان بھی تھے۔ پڑھا لکھا طبقہ تھا اُن میں سے بعض جرنلسٹ بھی تھے۔ دو اخباروں کے جرنلسٹ بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے انٹرویو لیا اور جماعت کے بارے میں تعارف اور جو کچھ جماعت کے ساتھ وہاں ہو رہا ہے اُس کے بارے میں اُن سے کچھ باتیں ہوئیں۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے جو احباب شامل ہوئے اُن میں جیسا کہ میں نے کہا غیر از جماعت بھی تھے، ان کی تعداد اڑتالیس افراد پر مشتمل تھی۔ ان میں یونیورسٹی کے پروفیسر، سابق ممبر پارلیمنٹ، ایک مذہبی جماعت ''نَهْضَةُ الْعُلَمَاء'' کے آٹھ نمائندگان بھی اس میں شامل ہوئے اور اُن میں سے ایک یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں جو میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ لیکچر جو تھوڑا سا مختصر خطاب تھا وہ سننے کے بعد کہنے لگے کہ انڈونیشیا آ کے ہماری یونیورسٹی میں بھی لیکچر دیں ہم وہاں arrange کرتے ہیں۔ میں نے کہا اگر آپ کر سکتے ہیں تو بڑی اچھی بات ہے لیکن جو لوگ وہاں شور مچائیں گے اس کا شاید آپ کو اندازہ نہیں۔ بہرحال اُن میں شرافت بہت تھی۔ بعض سعید فطرت تھے حالانکہ علماء کی کونسلوں کے ممبر تھے۔

سنگاپور کی اس reception میں وہاں کے ایک مہمان Mr. Lee Koon Choy بھی تھے۔ یہ 29 سال تک آٹھ ممالک میں سنگاپور کے سفیر اور ہائی کمشنر رہ چکے ہیں۔ ممبر آف پارلیمنٹ تھے۔ سینئر منسٹر آف سٹیٹ رہ چکے ہیں اور سنگاپور کے بانیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جب میں ساٹھ کی دہائی میں مصر میں سفیر

تھا اُس وقت مصر کے اور سارے عرب کے حالات بہت اچھے تھے، امن قائم تھا لیکن اب گزشتہ سالوں سے عرب ممالک میں امن برباد ہوگیا ہے اور اسلام کا ایک غلط تأثر پیش کیا جا رہا ہے۔ کہنے لگے: لیکن مجھے اس بات سے خوشی ہے اور میں اس بات کو سراہتا ہوں کہ احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ دنیا کے سامنے حقیقی اور پُرامن اسلام کا نام روشن کر رہے ہیں اور پیغام دے رہے ہیں۔ یہ ابھی بھی باوجودیکہ ریٹائر ہو چکے ہیں، سنگاپور کے ایسے لوگوں میں سے ہیں جن کی وہاں کا ہر شخص بڑی عزت اور احترام کرتا ہے۔

اسی طرح Indonesian Mosuqe Council's Muslimah Talent Department کے ہیڈ اور سٹیٹ اسلامی یونیورسٹی جکارتہ میں وِیمن سٹڈی سینٹر کے ہیڈ اور لیکچرر Mr Ida Rosyidah نے میرا خطاب سننے کے بعد کہا کہ جماعت کو چاہئے کہ وہ ترقی یافتہ ممالک کے علوم وفنون، ترقی پذیر ممالک میں لے کر جائے اور اس طرح یہ عالمی ناانصافی اور غربت سے لڑنے کے لئے سب کی رہنما جماعت بنے۔ یہاں جو میرا لیکچر تھا وہ دنیا کی اقتصادی حالت اور اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے کے موضوع پر تھا۔ تو اس بات پر انہوں نے اپنی بات کو آگے بڑھایا۔ کہتے ہیں آج دنیا کی کسی بھی تنظیم کے پاس اس قسم کا نظام اور قیادت نہیں ہے جو جماعت احمدیہ کے پاس ہے۔ آج جماعت احمدیہ ہی اسلام کا صحیح نمونہ ہے۔ اور یہ وہاں کی اسلامی یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں۔

پھر تاسک ملایا میں یوتھ موومنٹ کے ایک ممبر ہیں، وہ خطاب کے بعد کہنے لگے کہ یہ تمام انڈونیشین لوگوں تک پہنچنا چاہئے تاکہ وہ امن اور ہم آہنگی پر مشتمل اسلامی تعلیمات کو سمجھ سکیں۔

پھر ایک Mr Kunto Sofianto صاحب ہیں۔ یہ پی ایچ ڈی ہیں۔ انڈونیشیا میں یونیورسٹی پروفیسر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ انڈونیشیا کے وہ لوگ جو احمدیوں کے مخالف ہیں وہ خلیفۃ المسیح سے ملیں اور ان کی باتیں سنیں تاکہ اُن کے دل کھلیں۔ آج صرف جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہی ہیں جو اسلام کو امن پسند مذہب کے طور پر پیش کر رہے ہیں۔

پھر انڈونیشین اخبار ٹریبیون جابار (Tribune Jabar) کے جرنلسٹ جو احمدیت کے موضوع پر پی ایچ ڈی کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خلیفۃ المسیح نے انسانیت، انصاف اور امن پر مبنی اقتصادی نظام کے بارے میں جو تعلیمات بیان کی ہیں اس نے مجھ پر گہرا اثر کیا ہے۔

ایک انگریز نوجوان سنگاپور میں گزشتہ ستائیس سال سے مقیم ہیں اور وہاں انہوں نے اسلام قبول کیا۔ وہیں ایک کمپنی میں کام کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب میں نے پروگرام میں شامل ہونے کا ارادہ کیا تو میری کمپنی والوں نے مجھے روکا کہ اس پروگرام میں شامل نہیں ہونا۔ دو تین بار روکا۔ ہوسکتا ہے یہ کسی مسلمان کی ہو۔ کہتے ہیں مجھے یہ بھی کہا کہ تمہیں فارغ کر دیں گے۔ لیکن اس کے باوجود میں شامل ہوا۔ پھر اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ مَیں پہلے سے مسلمان ہوں لیکن اسلام کی جو سچی اور حقیقی تعلیم آج سنی ہے وہ زندگی میں پہلی بار سنی ہے اور اسلام کی یہ تصویر پہلی مرتبہ دیکھی ہے۔ بلکہ اس بات پر بھی مائل تھے کہ اسلام احمدیت کے بارے میں مزید معلومات لوں گا تاکہ مجھے صحیح اسلام کا پتہ لگ سکے اور میں جماعت میں شامل بھی ہونا چاہوں گا اور جب یہاں یوکے آؤں گا تو ملوں گا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کرے۔ اللہ ان کا سینہ کھولے۔

فلپائن سے بھی کچھ لوگ آئے ہوئے تھے۔ اُس کی یونیورسٹی میں ایشین اور اسلامک سٹڈی کے پروفیسر نے یہ اظہار کیا۔ پہلے تو انہوں نے شکریہ ادا کیا کہ ان کو یہاں بلایا گیا، آنے کا موقع دیا گیا، ملاقات ہوئی۔ اور پھر کہتے ہیں کہ جو باتیں ہوئیں (میرے ساتھ بیٹھ کے ان کی کافی باتیں ہوئیں) اُن سے یہی اندازہ لگایا ہے کہ جماعت احمدیہ ہی ہے جو مسلمانوں کو اکٹھا کر سکتی ہے اور میرا کہا کہ انہوں نے اکٹھا کرنے کا جو طریق بتایا ہے یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور قرآنِ کریم کی جو حقیقی تعلیم ہے اُس کی طرف واپس چلے جائیں۔

اسی طرح فلپائن کے ایک سیکرٹری ایجوکیشن رہ چکے ہیں، یہ مسلمان ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں جماعت احمدیہ کے بارے میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ جماعت غالب آنے والی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں پر ظلم ہوتا تھا آج اسی طرح جماعت احمدیہ پر ظلم ہو رہا ہے۔ جس طرح اسلام کو پہلے زمانے میں فتح حاصل ہوئی اُسی طرح آج جماعت احمدیہ کو بھی فتح حاصل ہوگی جو کہ یقینی ہے اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی رہے ہیں۔ احمدیت کو جب عظیم الشان فتح حاصل ہوگی تو ہم بھی اُس میں شامل ہوں گے۔ ان میں سے بعض دل سے تقریباً احمدی ہوئے ہوئے ہیں صرف بعض تنظیمیں وہاں ایسی ہیں جن کا اُن کو خوف ہے۔ یہاں جو مختلف پروگرام تھے ان میں سے اصل پروگرام یہی سنگاپور کی reception کا تھا، باقی تو جمعہ تھا اور ملاقاتیں تھیں۔

بہرحال اس کے بعد آسٹریلیا کا دورہ شروع ہوا۔ وہاں سڈنی (Sydney) میں چند دن رہ کر میلبورن (Melbourne) میں گیا۔ میلبورن وہاں سڈنی سے کوئی آٹھ نو سو میل دور ہے۔ وہاں بھی Princess Reception Centre میں ایک reception تھی۔ اس میں تقریباً 220 کے قریب مختلف شعبہ ہائے زندگی کے مہمان شامل ہوئے۔ جن میں ممبر آف پارلیمنٹ بھی تھے، فوج کے اعلیٰ افسران، بلکہ اُن کے فوج کے جو آرمی چیف ہیں اُن کے نمائندے بھی شامل ہوئے تھے، میجر جنرل کے rank کے آدمی تھے اور مختلف ممالک کے کونسلرز تھے۔ فیڈرل پولیس کے افسران تھے، پھر دوسرے مقامی کونسلر تھے، پروفیسر تھے، اسی طرح مختلف لوگ تھے۔

ایک سٹیٹ ممبر پارلیمنٹ وکٹوریہ Ms Inga Peulich نے کہا کہ آپ کا یہ پیغام ایسا پیغام ہے جس کی تمام آسٹریلین تائید کرتے ہیں جو کہ مختلف قوموں اور تمدنوں کے باہم اختلاط سے ایک قوم بنے ہیں اور بطور آسٹریلین ہم اس طرح کے اعلیٰ پیغام کو اپنانا چاہتے ہیں اور اسی طرح آپ جیسے لوگوں سے مکمل تعاون کرتے ہیں جو ایسے پیغام کو پہنچا رہے ہیں۔ یہاں بھی اسلام کا پیغام امن اور سلامتی کے بارے میں تھا۔

پھر ایک اَور ممبر آف پارلیمنٹ کہتی ہیں آج جو پیغام آپ نے دیا ہے وہ مذہب سے بالا ہے۔ وہ انسانیت کا پیغام ہے۔ ہمیں سب کو یہی پیغام اپنانا ہے۔ امن، انصاف، رواداری اور خدمتِ انسانیت ایسی خوبیاں ہیں جو امام جماعت احمدیہ نے آج بیان کی ہیں۔ ہم نے انہی خوبیوں کو لے کر چلنا ہے۔ پھر کہتی ہیں کہ میں اس بات کو جانتی ہوں کہ احمدی عورتیں اس پیغام کو نہ صرف آگے پہنچا رہی ہیں بلکہ عملی طور پر اس پر عمل بھی کر رہی ہیں۔ کہتی ہیں کہ میں تو یہی جانتی ہوں کہ احمدی بچے بااخلاق، تعلیم یافتہ اور انتہائی مؤدّب ہوتے ہیں۔ بس ہم سب کو یہی خوبیاں اپنانی چاہئیں۔ تو یہ ایک تأثر ہے جو احمدیوں کا دنیا میں اکثر جگہوں پر ہے۔ جرمنی میں بھی یا کہیں بھی جاؤں تو مجھ سے جب باتیں ہوں تو اس حوالے سے وہ ذکر کرتے ہیں۔ پس اس تأثر کو ہر عورت کو، ہر بچے کو آگے بڑھانا چاہئے اور اپنی سوچ ہمیشہ اونچی رکھنی چاہئے۔ کسی قسم کے complex میں آنے کی ضرورت نہیں۔ یہ لوگ ہماری باتیں سننے کے لئے تیار ہیں اور نہ صرف تیار ہیں بلکہ اُس کو پسند کرتے ہیں اور اپنانا چاہتے ہیں۔

اسی طرح یہاں Church of Jesus Christ کے Murray Lobley صاحب تھے۔ کہتے ہیں کہ جس انداز سے امام جماعت احمدیہ نے امن کی بات کو انتہائی عام فہم الفاظ میں بیان کیا ہے ہر آسٹریلین اس کو باآسانی سمجھ سکتا ہے۔ آج اس ہال میں موجود ہر شخص کے دل کی یہی آواز تھی کہ امن کے قیام کے لئے محبت ہی واحد راستہ ہے اور بہت ہی اچھا ہوا کہ آج ہم یہ پیغام اپنے ساتھ اپنی اپنی communities میں لے کر جائیں گے۔

پھر ایک مہمان نے کہا کہ مَیں اور میری بیوی گزشتہ اٹھارہ سال سے سچ کی تلاش میں ہیں اور آج رات جو ہم نے سنا وہ سچ کے سوا کچھ نہ تھا۔ امام جماعت کا خطاب ایک مکمل پیغام تھا۔ اِب صرف ایک ہی بات ہے کہ ہم سب کو اس پر عمل کرنا چاہئے اور اس پیغام کو اپنے دلوں میں سجا لینا چاہئے۔ خلیفۃ المسیح نے صرف یہ نہیں بتایا کہ امن کیسے قائم ہو سکتا ہے بلکہ یہ بھی بتایا کہ اگر امن قائم نہ ہوا تو کیا ہو سکتا ہے۔

اسی طرح وہاں کا آسٹریلین براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کا ایک مشہور چینل اے بی سی ہے۔ سرکاری چینل ہے۔ اُس کے ایک جرنلسٹ نے اپنے تأثرات کا اظہار کیا کہ امام جماعت کا خطاب انتہائی نَپا تُلا اور متوازن اور منصفانہ تھا اور حقیقت پر مبنی تھا۔ اور اس خطاب نے ہمارے ذہنوں کو کھول دیا ہے۔

پھر ایک مہمان خاتون Adrienne Green نے کہا کہ مَیں بہت فخر محسوس کر رہی ہوں کہ آج میں نے ایک شاندار تقریب میں شمولیت کی اور میں بہت متأثر ہوں جو انہوں نے دنیا میں امن کے قیام کے بارے میں بات کی ہے۔ میں آج برملا یہ بات کہتی ہوں کہ مجھے آپ کے اقدار سے بہت محبت ہے اور میں خواہش کرتی ہوں کہ میرے ملک آسٹریلیا کے لوگ ان اقدار کو زیادہ مضبوطی کے ساتھ اپنائیں اور میں چاہتی ہوں کہ آپ ضرور اپنا پیغام لوگوں تک پہنچائیں۔ ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ اور یہ باتیں کہتے ہوئے موصوفہ کے آنسو نکل رہے تھے۔

ایک کونسلر Knox City کے تھے وہ اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہیں کہ امام جماعت کے خطاب سے ایک بات واضح ہوگئی ہے کہ آپ اس بات کا پرچار کرتے ہیں جو حقیقت میں آپ کا مذہب ہے، یعنی امن و سلامتی کا مذہب۔ امام جماعت نے بالکل درست فرمایا کہ امن کے ذریعہ مسائل کا حل ہی درحقیقت امن کا قیام ہے۔ اس ملک آسٹریلیا کی تاریخ دو سو سال پرانی ہے۔ یعنی Aboriginals جو اس زمین کے اصل مالک ہیں اُن کے علاوہ باہر سے آنے والے افراد تو دو سو سال قبل ہی یہاں آئے۔ آج ایک مذہبی لیڈر کو اتنا خوبصورت اور عظیم الشان پیغام دیتے دیکھ کر ایسا لگا کہ آسٹریلیا میں تازہ ہوا کا ایک جھونکا آیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہی بات اپنی بیوی سے کہی تھی کہ جماعت احمدیہ کے افراد کے دلوں کی پُرخلوص محبت اُن کے چہروں اور جذبات سے جھلکتی ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ یہ احمدیہ کمیونٹی اور زیادہ باہر نکلے اور بہت سے لوگوں کو اپنا امن اور محبت کا پیغام پہنچا

نونیت جیولرز NAVNEET JEWELLERS
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Love For All Hatred For None
SPARSH INFO SOLUTIONS PVT. LTD.
Employee Background Verification Company, Bangalore
Website: www.sparshinfo.co.in
DIRECTOR VALIYUDDIN K
"FOR FIELD EXECUTIVE JOBS CONTACT US"

دے۔ پس اب آسٹریلیا کے احمدیوں کا کام ہے کہ اس کو لے کر آگے بڑھیں۔

ایک پاکستانی مسلمان بھی وہاں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس پروگرام کا جو وقار تھا میں نے کسی اور تقریب میں کبھی نہیں دیکھا۔ صومالیہ کے کونسل جنرل بھی موجود تھے۔ کہتے ہیں میں نے ایک ایک لفظ آپ کا انہماک سے سنا اور بڑا اثر ہوا۔ وہاں کویت کے ایک غالب جابر صاحب تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ عرب سپرنگ کے بارے میں تجزیے سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ اور یہ خطاب جو آپ نے کیا اس میں کافی نڈر لگے لیکن جو کچھ بھی آپ نے کہا وہ بالکل سچائی پر مبنی تھا۔ میرا یہ خیال نہیں تھا کہ تجزیہ اس قدر مکمل اور واضح ہوگا۔

یہاں تو بے شمار لوگ تھے، جیسا کہ میں نے بتایا 220 کے قریب لوگ تھے، ہر ایک نے اپنے تأثرات دیئے، چند ایک کا مَیں نے ذکر کیا ہے۔ اور اس کے بعد پھر جو ملاقات بھی ہوئی تو مَیں نے یہاں کے لوگوں میں دیکھا ہے کہ انتہائی اخلاص سے ملنے والے تھے۔ صرف ظاہری اخلاق دکھانے والے نہیں بلکہ لگ رہا تھا کہ اُن پر باتوں کا اثر بھی ہے۔ اور جن باتوں کا انہوں نے اثر لیا ہے اُس کا پھر انہوں نے علاوہ ان تأثرات کے مجھ سے ملتے ہوئے بڑا اظہار کیا۔

یہاں میلبورن میں احمدیہ سینٹر بھی لیا گیا ہے۔ پہلے کسی خطبہ میں اس کا ذکر نہیں کیا تھا اس لئے اس بارے میں بتا دوں کہ میلبورن میں ہم نے جو نیا سینٹر خریدا ہے یہ ساڑھے سات ایکڑ رقبہ پر ہے اور تعمیر شدہ ایک یہاں عمارت تھی جس کا رقبہ پچیس سو مربع میٹر ہے۔ اور اس رقبہ میں اوپر والا جو مین ہال ہے جس میں ایک محتاط اندازے کے مطابق تین ہزار افراد نماز پڑھ سکتے ہیں اور اتفاق سے یہ تقریباً قبلہ رُخ بھی ہے اور اس بلڈنگ میں دوسرے ہال کو شامل کر کے مجموعی طور پر چار ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے۔ مشن ہاؤس، گیسٹ ہاؤس، دو رہائشی یونٹ، لائبریری، ریڈنگ روم، کچن، سٹور اور اس کے علاوہ ایک اور چھوٹا ہال یہ سب اس میں موجود ہیں۔ اس کی تین پارکنگ ہیں جن میں دو سو سے زائد گاڑیاں کھڑی کی جا سکتی ہیں۔ اگست 2007ء میں یہ درخواست یہاں جمع کروائی گئی تھی کہ ہم لینا چاہتے ہیں تو ہمسایوں نے کئی اعتراضات کئے کہ یہاں مسلمانوں کی عبادتگاہ بنانے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ آخر ڈیڑھ سال کے انتظار کے بعد 2009ء میں سٹی کونسل نے اس سینٹر کو جماعت احمدیہ کو دینے کا فیصلہ کیا اور ایسا فیصلہ ہے کہ تمام کونسلرز نے بلا استثناء اس کے حق میں فیصلہ دیا۔ پہلے یہ ایک کلب تھا، پارک تھا، پھر اس کا status change کر کے اس کو کمیونٹی سینٹر اور مشن ہاؤس کے طور پر رجسٹر کر لیا۔ اور اس کے بعد جیسا کہ میں نے کہا، لوگوں کی رائے بھی آپ نے سنی۔ اکثر لوگوں کی جماعت احمدیہ کے بارے میں رائے بالکل تبدیل ہو گئی ہے۔ اس سینٹر کی خرید پر آٹھ لاکھ ڈالر خرچ ہوئے تھے۔ پھر اس کو ٹھیک کیا گیا، مرمت کیا گیا، تقریباً ایک اعشاریہ تین ملین ڈالر خرچ ہوا۔ یعنی تیرہ لاکھ ڈالر۔ اس کے علاوہ وقارِ عمل جس طرح ہماری روایت ہے، اس کو کر کے پانچ لاکھ ڈالر کی بچت ویسے بھی کی گئی ہے۔ بہر حال اگر ویسے اس کی value دیکھیں تو یہ اس وقت مارکیٹ میں کم از کم پانچ ملین ڈالر کی ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ بڑی سستی چیزیں اللہ تعالیٰ جماعت کو مہیا فرما دیتا ہے۔

پھر سڈنی میں واپس آئے۔ یہاں خلافت جوبلی ہال جو تعمیر ہوا ہے۔ اس کا افتتاح کیا۔ اس میں چودہ سو افراد کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے۔ دو منزلہ دفاتر بنائے گئے ہیں۔ میٹنگ روم ہے، لجنہ کے اور دوسری تنظیموں کے دفاتر ہیں۔ بڑا مین (main) کچن ہے جس میں لنگر خانہ چلتا رہا۔ اِن ڈور گیمز بھی ہال میں کھیلی جا سکتی ہیں۔ افتتاح کے موقع پر یہاں وزیرِ اعظم آسٹریلیا کی نمائندگی میں وہاں کی ایک ممبر آف پارلیمنٹ Concetta Fierravanti Wells آئی ہوئی تھیں۔ پھر فیڈرل ممبر آف پارلیمنٹ تھے۔ Minister for Citizenship تھے۔ اَپوزیشن کے لیڈر تھے۔ اسی طرح بہت سارے ممبر آف پارلیمنٹ، پارلیمانی سیکرٹری فار لاء اینڈ جسٹس، پولیس کے افسران، ایریا کمانڈر آف پولیس اور کونسلر اور مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے کافی لوگ یہاں شامل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں خلافت جوبلی کے ہال کا افتتاح تھا اس لئے اسلام کی تعلیم، جماعت احمدیہ کیا ہے؟ اور اب جماعت احمدیہ میں خلافت کا کیا کردار ہے؟ اس بارے میں مَیں نے کچھ کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کا بھی بڑا اچھا اثر ہوا۔

ایک پولیس سپرنٹنڈنٹ نے کہا کہ امام جماعت نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اسلام کو انتہا پسندوں کے عمل نے بدنام کیا ہے۔ مَیں اس بات سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ اس تنقید کا انہوں نے جس طرح امن کے پیغام کے ساتھ جواب دیا ہے، وہ بہت شاندار ہے۔ پھر ایک مہمان اِندرا دیوی نے کہا کہ یہ جو خطاب تھا اس میں نہایت عمدہ اور اعلیٰ معلومات تھیں۔ مَیں اسلام کے متعلق کوئی کتابچہ حاصل کرنا چاہوں گی جس کی مدد سے مَیں اسلام کو بہتر طور پر سمجھ سکوں۔ میں اسلام کے متعلق متذبذب ہوں لیکن عمومی طور پر یہ دعوت میرے لئے باعثِ عزت ہے۔ لیکن پھر متذبذب اس لئے ہیں کہ مسلمانوں کا بہت سا طبقہ ان باتوں کے خلاف کرتا ہے۔ پس اسلام کی حقیقی تعلیم اب جب اُن کو پتہ لگی تو بہر حال وہاں کے لوگوں کو چاہئے کہ ان سے رابطہ بھی رکھیں اور ان کو لٹریچر مہیا کریں۔ یہاں بھی بڑے اچھے تأثرات اَوروں نے بھی دیئے۔

پھر اس کے بعد آسٹریلیا میں برزبن (Brisbane) میں مسجد کا افتتاح ہوا ہے۔ وہ آپ نے خطبہ میں سن بھی لیا ہوگا۔ یہاں بھی اُس کے بعد ایک reception تھی۔ اس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے لوگ آئے۔ ممبر آف پارلیمنٹ تھے، پولیس افسر، ڈاکٹر، پروفیسر، ٹیچر، انجینئر اور مختلف آرگنائزیشن کے لوگ اور چرچ کے لوگ، پادری، ہمسائے سب شامل ہوئے۔

ایک ہمسائے Mr. Claus Grimm ہیں جو مذہباً یہودی ہیں۔ انہوں نے مسجد کی شدید مخالفت کی تھی لیکن مسجد بننے کے بعد اور جماعت احمدیہ کا رویہ دیکھنے کے بعد اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کا رویہ بالکل بدلا ہوا تھا۔

پھر ایک دوسرے ہمسائے ہیں Mr. Ralph Grimm۔ یہ بھی بڑے سخت مخالف تھے۔ لیکن جب ان کی غلط فہمیاں دور ہو گئیں تو دوست بن گئے اور جماعت کے حق میں پھر یہ آواز اُٹھانے لگ گئے۔ اسی طرح اور بہت سارے دوست ہیں۔

پھر وہیں کے ایک سٹی کونسل Logan کے ڈپٹی میئر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی خدمت انسانیت میں بہت آگے ہے اور احمدیہ کمیونٹی کی اعلیٰ خدمات اُسے دیگر کمیونٹیز سے ممتاز کرتی ہیں جن میں ہر سال آسٹریلیا کا کلین اَپ کے دوران صفائی کرنا، ریڈ کراس کے لئے فنڈ اکٹھے کرنا، بلڈ ڈونیشن اور دیگر فلاحی کام شامل ہیں۔ اسی طرح Queensland میں اس سال کے آغاز میں آنے والے سیلاب کے دوران جماعت احمدیہ کے پچاس افراد نے دو ہفتوں تک مختلف سیلاب زدہ علاقوں میں مدد کی۔ انہوں نے کہا کہ عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ بیرونِ ملک سے ہجرت کر کے یہاں بسنے والے معاشرے میں نہیں گھلتے ملتے۔ لیکن ہم اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں کہ احمدیہ مسلم کمیونٹی کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو آسٹریلیا سے پیار کرتے ہیں اور اس ملک کے لئے قابلِ قدر خدمت سرانجام دے رہے ہیں اور یہی محبت اور رواداری ہے جس کی دنیا کو آج ضرورت ہے۔

پھر پولیس کمشنر بھی وہاں آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بھی جماعت کی خدمات کو بڑا سراہا اور کہنے لگے کہ جماعت ہمیشہ ہمارے ساتھ مل کر کام کرتی ہے اور تمام لوگوں سے عزت سے پیش آتی ہے اور آپ لوگ اعلیٰ اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ بول رہے تھے تو میرے ساتھ ایک ممبر آف پارلیمنٹ بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس کے بعد جب یہ گئے تو وہ مجھے کہنے لگے کہ یہ جو کمشنر ہیں ہمارے یہاں ان کا سٹیٹس (status) بڑا اونچا ہوتا ہے۔ اور عموماً یہ فنکشنز میں شامل نہیں ہوا کرتے۔ مجھے بڑی حیرت ہو رہی ہے کہ یہاں تم لوگوں کے فنکشن میں یہ آ گئے۔ پھر ایک ممبر آف پارلیمنٹ نے جب میرا وہ ایڈریس سنا تو کہنے لگے کہ میں جذبات سے بھر گیا ہوں اور بے حد متاثر ہوا ہوں۔ یہ خطاب دل سے کیا گیا تھا۔ اس خطاب نے اس مسجد کے متعلق ہر ایک کو مطمئن کر دیا ہے۔ امام جماعت کے خطاب کے دوران میں نے خاص طور پر غیر مسلم سامعین کے چہروں کو دیکھا اور مجھے محسوس ہوا کہ وہ امام جماعت کے اس پیغام کو گرمجوشی سے سراہ رہے ہیں۔

وہاں ایک ممبر آف پارلیمنٹ تھے۔ میرا خیال ہے غالباً یہ وہی ہیں جن کے ساتھ سائنس کے حوالے سے کچھ تبلیغی گفتگو بھی ہوئی کہ قرآن کیا کہتا ہے؟ بائبل کیا کہتی ہے؟ تو کہنے لگے کہ میں اعتراف کرتا ہوں کہ قرآن کی تعلیم بائبل سے بالا ہے اور بہتر لگتی ہے۔ بہر حال اُن کو میں نے کہا کہ پھر آپ قرآن شریف پڑھیں بھی اور وہاں کے جو مقامی احمدی تھے اُن سے کہا ان کو بعض آیتوں کے حوالے بھی نکال دیں اور Five Volume Commentary بھی اُن کو دی گئی تو اس طرح تبلیغ کے راستے بھی اللہ کے فضل سے کھلتے ہیں۔

Dr. John صاحب ایک مہمان تھے۔ کہتے ہیں کہ آج رات یہاں آنے سے پہلے میں بہت گھبرایا ہوا تھا کیونکہ میں مسلمان نہیں ہوں اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ مجھ سے کس قسم کا سلوک کیا جائے گا لیکن آج مرزا مسرور احمد نے میری ساری گھبراہٹ دور کر دی ہے۔

یہ آسٹریلیا کا مختصر ذکر ہے۔ پھر وہاں سے ہم نیوزی لینڈ گئے۔ وہاں جو پہلی مسجد بنی ہے ’’بیت المقیت‘‘ اُس کا افتتاح بھی ہوا۔ لیکن اُس افتتاح سے پہلے وہاں کا Maori قبیلہ جو ہے، بہت پرانا قبیلہ ہے، اُس کے بادشاہ کی طرف سے استقبالیہ تھا۔ اور وہاں بادشاہ نے استقبالیہ دیا۔ جس طرح وہ باقی جو ہیڈ آف سٹیٹ آتے ہیں اُن کو استقبالیہ دیتے ہیں، اس طرح سارا انتظام انہوں نے کیا۔ وہاں جماعت احمدیہ کا ’’لوائے احمدیت‘‘ بھی اُن کے اپنے جھنڈے کے ساتھ پہلے ہی لہرایا جا رہا تھا۔ بادشاہ عموماً ایسے فنکشن میں چاہے کوئی بھی ہو خود نہیں بیٹھا کرتا لیکن وہاں خود بادشاہ بیٹھے تھے۔ تقریب جو اُن کی ایک روایتی تقریب ہے وہ تو جو ہوئی، اُس کے

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’اللہ کا لفظ اسی ہستی پر بولا جاتا ہے جس میں کوئی نقص ہو ہی نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۸)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

گردھاری لال ملکھی رام سیالکوٹ والے کی پرانی دُوکان
لوتھرا جیولرز قادیان
Kewal krishan & Karan Luthra
Shivala Chowk, Main Bazar , Qadian
Ph.9888 594 111, 8054 893 264
E-mail: luthrajewellers@live.com
LUTHRA JEWELLERS
SIGN OF PURITY
Since 1948

بعد پھر اُن کا ایک بڑا اسا را ہال ہے، وہاں ہمیں لے گئے۔ وہاں اُن سے کچھ باتیں ہوتی رہیں اور پھر اُس کے بعد قرآنِ کریم کا جو ماؤری زبان میں ترجمہ ہوا ہے وہ اُن کو پیش کیا گیا۔ بہرحال بعد میں یہ ایک بڑی پُروقار تقریب تھی۔ اس کے بعد پھر مسجد کے افتتاح کی جو تقریب تھی ان کے بادشاہ نے وہاں بھی آنے کے لئے کہا بلکہ ان کی ملکہ نے پہلے نہیں آنا تھا لیکن انہوں نے بھی کہا کہ میں بھی آؤں گی اور بعض شخصیات کے ساتھ یہ لوگ وہاں آئے۔

ماؤری زبان میں قرآن کریم کا جو ترجمہ ہے اُس کے بارے میں پہلے مَیں ذکر کر دوں کہ یہ مکرم شکیل احمد منیر صاحب نے کیا تھا۔ پہلے پندرہ سپارے کئے جو شائع ہو گئے تھے، تو اب مکمل کر دیا ہے۔ اور یہ کوئی زبان دان نہیں ہیں بلکہ فزکس کے پروفیسر ہیں۔ لیکن انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے کہنے پر زبان سیکھی، پھر ترجمہ کرنا شروع کیا۔ اکاسی 81 سال ان کی عمر ہے۔ پچیس سال انہوں نے لگائے۔ زبان بھی سیکھی اور ترجمہ بھی کیا اور کافی وقت ان کو لگا۔ کیونکہ کہتے ہیں ماؤری زبان میں جمع کے صیغے ہیں جن کو سمجھنے میں کافی دیر لگی۔ اور کہتے ہیں کہ میری عمر بھی ایک بہت بڑی رکاوٹ تھی، اخبار نے بھی اس بات کو لکھا۔ بہرحال بڑی محنت سے انہوں نے مسلسل یہ کام کیا۔ بعض روکیں بھی آئیں، مسائل بھی آئے۔ دوسروں سے جو ترجمے کروائے گئے تھے اُن کو جب چیک کیا تو وہ معیار کے نہیں تھے، اسی لئے پھر خود اُن کو توجہ پیدا ہوئی تھی۔ تو اس عمر میں یہ بہت بڑا کام ہے جو انہوں نے کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے۔

بہرحال اخباروں نے پھر وہاں اس ترجمے کے اوپر کافی لکھا اور اس کو سراہا گیا۔ مجھ سے بھی انہوں نے پوچھا کہ ماؤری قبیلے کے تھوڑے سے لوگ ہیں، (چھوٹا قبیلہ ہے، اتنا بڑا بھی نہیں)۔ تم نے ترجمہ کیوں کیا؟ میں نے کہا ہمارا تو کام ہے ہر زبان میں ترجمہ کرنا کیونکہ ہر ایک کو عربی پڑھنی نہیں آتی۔ اور قرآنِ کریم کا پیغام ہم نے ہر قوم تک پہنچانا ہے۔ اللہ کے فضل سے وہاں ایک ماؤری نے بیعت بھی کی ہے، جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور ایک دو اور تیار بھی ہیں۔ اور یہی میں نے اُن کو کہا کہ اب ترجمہ آیا ہے تو امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ اَور لوگ بھی جماعت احمدیہ میں شامل ہوں گے اور اسلام کو قبول کریں گے۔

اس کے بعد جیسا کہ میں نے کہا وہاں مسجد بیت المقیت نئی بنی ہے اور اس کے حوالے سے وہاں ایک reception بھی تھی اور ماؤری بادشاہ بھی اور ملکہ بھی وہاں آئے، جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس کے علاوہ بہت ساری نمایاں شخصیات وہاں تھیں۔ ملک کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا سے تعلق رکھنے والے لوگ وہاں تھے۔ 107 کے قریب مہمان آئے اور مہمانوں نے جو تأثرات دیئے۔ ان میں Anglican Church کے ایک پادری نے کہا کہ تمام مذاہب کو بغیر کسی مزاحمت کے ایک دوسرے کے ساتھ چلنا چاہئے۔ پھر کہتے ہیں کہ امام جماعت نے جو یہ کہا ہے کہ پریس میں اسلام کا نام بدنام کیا جا رہا ہے یہ بھی بالکل درست ہے۔ یہاں میں نے مسجد کے حوالے سے بات کی۔ اور کس طرح اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے اور کس طرح غیر مسلموں پر اس کا غلط تأثر ہے، اُس کے بارے میں کہا تھا۔ تو کہتے ہیں کہ پریس میں اسلام کا نام جو امام جماعت نے کہا کہ بدنام کیا جا رہا ہے یہ بالکل درست ہے۔ جب کبھی بھی دہشتگردی کا کوئی واقعہ ہوتا ہے تو میڈیا ہمیشہ مسجد یا مسلمانوں کو نماز ادا کرتے ہوئے ٹی وی پر دکھاتا ہے جس کی وجہ سے غیر مسلم سمجھتے ہیں کہ اسلام اور دہشت گردی کا ایک تعلق ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اسلام کا تشدد اور دہشتگردی سے کوئی بھی تعلق نہیں اور امام جماعت نے اس کو اپنے خطاب میں ثابت بھی کر دیا ہے۔ بہرحال وہاں پریس اور میڈیا نے ماؤری کا جو فنکشن تھا اُس کو بھی اور مسجد کے استقبال کو بھی بڑا نمایاں کیا۔

نیوزی لینڈ میں ہی ایک اَور فنکشن تھا۔ اُن کا دارالحکومت جو شہر آکلینڈ (Auckland) سے آٹھ سو میل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں ایک ممبر آف پارلیمنٹ کنول جیت سنگھ ہیں، جو ویسے تو سکھ ہیں اور ہندوستان سے اُن کا تعلق ہے، انہوں نے اسے آرگنائز کیا تھا۔ پارلیمنٹ کی عمارت میں جو اُن کا گرینڈ ہال ہے، اُن کے نزدیک بڑا اہم ہال ہے، وہاں یہ فنکشن ہوا جس میں بعض اراکین پارلیمنٹ بھی شامل ہوئے، سفارتکار شامل ہوئے اور سفارتکاروں میں اسرائیل کے بھی تھے، ایران کے بھی تھے اور برطانیہ کے بھی ڈپٹی ہائی کمشنر تھے۔ پولیس افسر تھے، یونیورسٹی پروفیسر تھے۔ وہاں بھی امن کے حوالے سے باتیں ہوئیں اور یہ کہ دنیا کو آج کل کیا کرنا چاہئے۔ اور اُس کے بعد پھر خیر ہم نے دیکھا بھی کہ اس پر بھی لوگوں کے کافی اچھے تأثرات تھے۔

نیوزی لینڈ کا جو ایک جو غیر کمرشل ریڈیو نیٹ ورک ہے، اُس نے اپنا جو ایک پروگرام ''چیک پوائنٹ'' ہے اور بڑا اہم پروگرام ہے، اُس میں بھی جو اُس کا اپنا پرائم ٹائم ہے اُس میں ہمارے پروگرام کے بارے میں خبر دی۔ بہرحال مختلف ملکوں کی اخباروں کا کہ کتنی کوریج ہوئی، یہ مَیں آخر میں جا کر بیان کروں گا۔

بہرحال نیوزی لینڈ کے یہ دو پروگرام تھے۔ ایک غیروں کے ساتھ مسجد کا اور دوسرا پارلیمنٹ کے ساتھ۔ اس کے بعد پھر ہم جاپان گئے۔ جاپان میں بھی ایک reception ناگویا میں تھی۔ اس میں بھی 117 مہمان شامل ہوئے، جس میں کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر، کانگرس مین تھے، ناگویا کے میئر تھے، صوبائی پارٹی کے ممبر تھے، شنٹوازم اور بدھ ازم کے نمائندے تھے۔ مختلف یونیورسٹیوں کے چودہ پروفیسر تھے، وکلاء تھے اور مختلف تنظیموں سے تعلق رکھنے والے مہمان تھے۔

Mr Yoshiaki جو کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر ہیں اور ممبر سٹی پارلیمنٹ ہیں۔ متأثرین کے کیمپ کے انچارج بھی ہیں۔ ایک ہزار کلومیٹر کا سفر کر کے وہاں reception میں آئے تھے، اور کہنے لگے کہ 2011ء میں زلزلہ اور سونامی کے بعد انسانیت کے لئے جماعت احمدیہ کی خدمات ہمارے لئے ناقابلِ فراموش ہیں۔ مَیں اس بات پر اظہارِ تشکر کے لئے حاضر ہوا ہوں تا کہ اس جماعت اور تنظیم کے سربراہ کو ذاتی طور پر مل سکوں اور یہ بتا سکوں کہ آپ کی جماعت اور ماننے والے آپ کی تعلیمات پر چلتے ہوئے، آپ کی نصائح پر عمل کرتے ہوئے، انسانیت سے ہمدردی کے جذبے سے سرشار ہوتے ہوئے خدمتِ انسانیت کے کاموں میں مصروف ہیں۔ پھر کہتے ہیں مَیں نے یہ خطاب سنا اور اس یقین پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے امام اور ان کی تعلیمات میں ہی دنیا کے امن کا راز چھپا ہوا ہے۔ پس اگر حقیقی اسلامی تعلیم دنیا کو بتائی جائے تو ہر شریف الطبع کو یہ مانے بغیر چارہ نہیں کہ امن اسلام سے ہی وابستہ ہے۔ اللہ کرے کہ یہ دہشتگرد اور وہ لیڈر جو اپنی طاقت پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں اور غلط کام کر رہے ہیں اُن کو بھی اس بات کی سمجھ آ جائے۔

ایک مشہور وکیل ہیں وہ بھی آئے ہوئے تھے۔ اپنے تأثرات دیتے ہوئے وہ کہنے لگے کہ میں دل کی گہرائیوں سے اپنی محبت اور تشکر کے جذبات کا اظہار کرتا ہوں۔ 1951ء کی سان فرانسسکو میں ہونے والی کانفرنس میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی عظیم الشان تقریر نے اس تعلق کی یعنی جاپان سے جو تعلق ہے، اس کی بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا تھا کہ جاپان سے عدل اور جاپان کا امن دنیا کے لئے بہت اہم ہے کیونکہ مستقبل میں جاپان عالمی امن اور عالمی سیاست میں اہم کردار ادا کرنے والا ہے۔

اُس وقت جاپان کے ساتھ کچھ ایسا سلوک ہو رہا تھا جس پر کانفرنس میں جو سان فرانسسکو میں ہوئی چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے جاپان میں حق میں بہت تقریر کی تھی، اُس کا انہوں نے اظہار کیا کہ اس وجہ سے پھر لوگوں پر اثر ہوا اور ہمارے سے رویہ تبدیل ہوا اور اس کی ہم قدر کرتے ہیں۔ اور اس قدر کی وجہ سے جماعت احمدیہ کے ساتھ ہمارے تعلق ہیں اور جماعت احمدیہ کے اس تعلق کو مضبوط رکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے اُس شخصیت کی آج اپنے ملک میں وہ قدر نہیں جہاں وہ وزیرِ خارجہ رہے اور سکولوں کے کورس میں پرائمری سکول میں تاریخ میں پہلے وزیرِ خارجہ کا نام لکھا ہوتا تھا۔ اب وہاں سے نکال دیا گیا ہے اور پہلا وزیرِ خارجہ کسی اَور کو بنا کے ایک غلط قسم کی تاریخ اب بچوں کو پڑھائی جا رہی ہے۔

پھر کہتے ہیں جاپان میں آنے والے زلزلوں اور سونامی کے بعد جماعت احمدیہ کی خدمات ہمارے لئے ناقابلِ فراموش ہیں۔ افرادِ جماعت احمدیہ کا کردار اور مزاج اور جس ملک میں رہتے ہیں اُس کی خدمت کا جذبہ اس جماعت کو ساری دنیا میں ممتاز بناتا ہے۔ پس یہ وہ اہم چیز ہے جسے ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ پھر کہتے ہیں کہ آج ہم نے اسلام کا ایک خوبصورت چہرہ دیکھا ہے اور اس یقین پر پہنچے ہیں کہ اگر دنیا کسی ایک ہاتھ پر جمع ہو سکتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کا ہاتھ ہی ہے جس کا ایک امام ہے۔ اسی طرح مختلف لوگوں کے تأثرات ہیں۔ بہرحال اس کی تفصیل تو بیان نہیں کی جا سکتی۔ میں نے صرف چند کا مختصراً ذکر کیا ہے اور تأثرات بھی پورے بیان نہیں کئے۔ انگریزی دانوں کے لئے تفصیل چھپ بھی جائے گی اور کچھ الفضل میں اور باقی اخباروں میں بھی آ جائے گی۔

اخباروں کی جو سرکولیشن ہے جنہوں نے اس دورے کی اور reception کی خبریں دیں اور reception کے حوالے سے اسلام کا اور جماعت کا پیغام پہنچایا، یا میرے سے جو انٹرویو لئے اور جو براہِ راست ٹیلیویژن پر نشر ہوئے یا ریڈیو پر نشر ہوئے، اُن کے بارے میں کچھ بتا دوں۔ پہلے تو انڈونیشیا ہے۔ یہاں کے اخبار کے نمائندے دو جرنلسٹ آئے ہوئے تھے اُن کا ایک ہفت روزہ tempo magazine ہے، اُس نے انٹرویو شائع کیا۔ یہ بڑا مشہور میگزین ہے اور اس کی ہفتہ وار اشاعت ایک لاکھ ہے۔ اس کے علاوہ ایک دوسرا اخبار بھی تھا، انہوں نے بھی اس کو شائع کیا۔ پھر West Java کے دو اخبارات Tribune Jabar اور Kadulatan Rakyat ہیں۔ کوئی ساٹھ ستر ہزار کے قریب ان کی سرکولیشن ہے۔ پھر ایک اور اخبار ہے اُس کی کافی سرکولیشن ہے اُس میں بھی شائع کیا۔

آسٹریلیا میں اصل الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا نے کوریج دی ہے۔ اُن کا جو نیشنل ٹی وی اے بی سی ہے اور پھر National Radio ABC انہوں نے بھی انٹرویو لیا، اُس کی خبر بھی دی، انہوں نے سوالوں کے میرے کافی لمبے جواب بھی لکھ دیئے، اور یہ سارے ملک میں سنا جاتا ہے ریڈیو بھی اور ٹی وی بھی دیکھا جاتا ہے۔ بلکہ ریڈیو پیسیفک جزائر میں بھی سنا جاتا ہے۔ اور ڈیڑھ سے دو ملین تک لوگ اس کو سنتے ہیں۔ ABC News آسٹریلیا کا ایک نیشنل نیوز چینل ہے۔ 46 ممالک میں اس کی نشریات سنی جاتی ہیں۔ اور دس ملین سے اوپر لوگ

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

www.intactconstructions.org

Intact Constructions

وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ

Mohammad. Janealam Shaikh

52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

اس کے سننے والے ہیں۔ اس چینل میں جنہوں نے انٹرویو لیا، وہ کہنے لگے کہ یہ کیونکہ آسٹریلیا سے باہر بھی سنا جاتا ہے تو تمہارے اس انٹرویو کا بہت اچھا فیڈ بیک (feed back) مجھے ملا ہے اور میں حیران ہوں کہ دنیا میں لوگوں نے اتنی زیادہ توجہ دی ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ مجھے خوشی ہوگی اگر آئندہ بھی تم آؤ تو میں کچھ زیادہ وقت لے کے مزید انٹرویو لینا چاہتا ہوں۔

آسٹریلیا کے ٹی وی چینل اے بی سی کے مشہور اور غیر معمولی اہمیت کے حامل پروگرام نیوز لائن میں یہ انٹرویو آیا تھا۔ جیسا کہ میں نے کہا، 46 ممالک میں سنا جاتا ہے۔ جو انٹرویو لینے والے ہیں یہ وہاں کے میڈیا میں مشہور شخص ہیں جو مختلف ممالک کے صدران اور وزرائے اعظم جب آسٹریلیا کا وِزٹ کرتے ہیں تو اُن کے انٹرویو لیتے ہیں۔ اور ان کے پروگراموں کو بڑی اہمیت سے دیکھا اور سنا جاتا ہے۔ اس کو بھی دس سے پندرہ ملین لوگوں نے سنا۔ پھر نیوزی لینڈ کا جو میڈیا ہے اُس کا جائزہ یہ ہے کہ ماؤری ٹی وی، Te Karere ٹی وی وَن پر دکھایا جاتا ہے، اس کے پروگرام میں ماؤری بادشاہ کی طرف سے جو استقبال ہوا تھا اُس کو کوریج دی گئی۔ سارے ملک میں یہ پروگرام دکھایا جاتا ہے۔ ٹی وی وَن ملک کا پہلے نمبر پر آنے والی خبروں اور حالاتِ حاضرہ کا چینل ہے۔ روزانہ چھ لاکھ بیالیس ہزار کے قریب اس کو دیکھنے والے لوگ ہیں۔ مسجد بیت المقیت کی رپورٹ انہوں نے دکھائی۔ ماؤری بادشاہ کی طرف سے جو استقبالیہ تھا وہ دکھایا گیا۔ ریڈیو پر بھی اس کی خبر نشر ہوئی۔ اخباروں نے مسجد کے حوالے سے اور کچھ اُس میں میرے دورے کے حوالے سے بھی خبریں شائع کیں۔ ان میں Sunday Star ملک کا بڑا اخبار ہے، اس کی سرکولیشن ایک لاکھ ساٹھ ہزار ہے لیکن پانچ لاکھ سے اوپر اس کو پڑھنے والے ہیں، باقی جو میرا خیال ہے کہ انٹرنیٹ کے ذریعہ سے پڑھا جاتا ہے۔

پھر manukau courier ہے۔ یہ Auckland کا اخبار ہے، اخبار تو اَنہتّر ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا ہے لیکن ایک لاکھ چورانوے ہزار اس کے پڑھنے والے ہیں۔ waikato times جو ہے اس کے بھی پڑھنے والے تقریباً چھیانوے ہزار ہیں۔ آن لائن میڈیا جو ہے، ویب سائٹ سکوپ (website scoop) یہ ملک کی مشہور ترین ویب سائٹ ہے۔ اس کو ساڑھے چار لاکھ کے قریب لوگ وِزٹ کرتے ہیں۔ اس پر یہ خبر آئی اور مسجد کے افتتاح کے حوالے سے بھی خبر تھی۔

پھر جاپان کا پرنٹ میڈیا ہے۔ Asahi newspaper۔ آساہی ایک بڑا اخبار ہے، اس کی سرکولیشن دو کروڑ سے زائد ہے۔ اس نے بھی میرے دورے کے حوالے سے میری تصویر دے کے خبر لگائی اور پھر اس میں یہ لکھا کہ اسلام کے ایک فرقہ احمدیت کے لیڈر لندن سے آئے ہیں۔ اور پہلی مسجد کے قیام کا اعلان کیا ہے جو پہلے ایک سپورٹس کمپلیکس تھا۔ اور پھر لکھا کہ امام جماعت نے کہا کہ مذہب یا قومیت سے الگ ہو کر ہر شخص اس مسجد میں آ سکتا ہے۔ بہرحال خلاصہ یہ کہ جن جرنلسٹس سے جو مختلف انٹرویو ہوئے اور جو باتیں ہوتی رہیں اُن میں اسلام کی خوبصورت تعلیم تو بیان ہوتی ہی ہے، اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد بھی بیان ہوا۔ اسلام میں جنگوں کا تصور کے بارے میں باتیں ہوئیں اور کس طرح جماعت احمدیہ تبلیغ کرتی ہے۔ مسلمان ممالک میں بدامنی اور اُس کے حل کے بارے میں باتیں ہوئیں۔ دنیا میں حقیقی امن کس طرح قائم کیا جا سکتا ہے، اس بارے میں باتیں ہوئیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا مقام ہے اس بارے میں باتیں ہوئیں۔ خلافت اور جماعت کا رشتہ کیا ہے اس بارے میں باتیں ہوئیں۔ پس مختلف مضامین کے لحاظ سے اس میں ایک بڑا وسیع تعارف جماعت کا ہوا۔ اور ان سارے ٹی وی چینل اور ریڈیو اور اخباروں کو اگر جمع کیا جائے تو ان کے اپنے اندازے کے مطابق ان کے سننے والے، دیکھنے والے، پڑھنے والے اس ریجن میں تقریباً ساڑھے تین کروڑ لوگ ہیں جن تک یہ پیغام پہنچا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہر علاقے میں اسلام کی خوبصورت تعلیم کا جو تعارف کروا رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں جو دنیا کو پتہ لگ رہا ہے، اسلام کی حقیقی اور خوبصورت تعلیم جو پیش ہو رہی ہے، وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جو یہ ارشاد ہے اس کے مطابق ہے کہ یہ مانہ تکمیلِ اشاعتِ ہدایت کا زمانہ ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد دوم۔ صفحہ 362-361۔ ایڈیشن 2013ء مطبوعہ لندن)

اور یہ جو میڈیا ہماری کوششوں سے بڑھ کر اتنا زیادہ کوریج دیتا ہے تو یہ اس بات پر اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت ہے۔ ہمارے لئے تو ایسا ممکن نہیں تھا کہ اتنے وسیع طور پر نہ صرف ان چار ممالک میں بلکہ ان کے ذریعہ باقی چھیالیس ممالک میں بھی جس میں پاکستان بھی شامل ہے، احمدیت کا اور اسلام کا تعارف پہنچا سکتے اور پیغام پہنچا سکتے، کیونکہ وہاں سے بھی مجھے ایک خبر اس انٹرویو کے حوالے سے آئی تھی جو اس میں شائع ہوا تھا۔ پس اگر عقل ہو تو یہی ایک بات جو ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یہ عاجز بحکم وَاَمَّا بِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ (الضحیٰ:12) اس بات کے اظہار میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ خداوند کریم و رحیم نے محض فضل و کرم سے اُن تمام امور سے اِس عاجز کو حصّہ وافرہ دیا ہے اور اِس ناکارہ کو خالی ہاتھ نہیں بھیجا اور نہ بغیر نشانوں کے مامور کیا بلکہ یہ تمام نشان دیئے ہیں جو ظاہر ہو رہے ہیں اور ہوں گے اور خدائے تعالیٰ جب تک کھلے طور پر حجت قائم نہ کر لے تب تک ان نشانوں کو ظاہر کرتا جائے گا"۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 339-338)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور اُن کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

کچھ افسوسناک خبریں بھی ہیں۔ تین جنازے میں ابھی نمازوں کے بعد پڑھاؤں گا جس میں پہلا جنازہ جو ہے ہمارے شہید بھائی مکرم بشیر احمد صاحب کیانی کا ہے جو مکرم عبدالغفور صاحب کیانی کے بیٹے تھے۔ اورنگی ٹاؤن کراچی میں یکم نومبر کو ان کی شہادت ہوئی ہے۔ اپنے ہمسائے محمد اکرم قریشی صاحب کے گیارہ سالہ بیٹے کے ساتھ یہ جمعہ کے لئے جا رہے تھے۔ ایک بجے کے قریب گھر سے نکلے۔ اورنگی ٹاؤن کی مسجد بیت الحفیظ کی طرف پیدل ہی جا رہے تھے، کیونکہ تقریباً دو کلومیٹر کے فاصلے پر ان کا گھر ہے۔ جب مسجد کے قریب پہنچ چکے تھے تو پیچھے سے ایک موٹر سائیکل پر دو نامعلوم حملہ آوروں نے آ کر آپ پر فائرنگ کر دی۔ شدید زخمی ہو گئے۔ ایک گولی ان کو کنپٹی پر لگی، دو گولیاں سینے میں لگیں۔ ساتھ جانے والے بچے کی ٹانگ کی پنڈلی میں ایک گولی لگی جو آر پار گزر گئی۔ بہرحال فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا لیکن وہاں پہنچ کر بشیر کیانی صاحب کی شہادت ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ حملہ آوروں کی فائرنگ سے عزیزم محمد احمد واجد کے علاوہ جس کی ٹانگ میں گولی لگی تھی، وہاں بازار میں کھڑے دو غیر از جماعت بھی زخمی ہو گئے۔ محمد احمد واجد جو بچہ ہے اُس کی مرہم پٹی وغیرہ کے بعد ہسپتال سے فارغ کر دیا گیا ہے، اور اب بہتر حالت ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو بھی شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

بشیر کیانی صاحب شہید کے بڑے داماد ظہور احمد کیانی صاحب کو 21؍اگست کو شہید کیا گیا تھا اور ان کے بیٹے اعجاز احمد کیانی کو 18؍ستمبر کو اسی علاقے اورنگی ٹاؤن میں دشمنانِ احمدیت نے شہید کیا تھا۔ ان کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے دو چچا مکرم یوسف کیانی اور سعید کیانی صاحب کے ذریعہ ہوا۔ 1936ء میں انہوں نے بیعت کی اور مطالعہ کرنے کے بعد جماعت مبائعین میں شامل ہوئے۔ بشیر کیانی صاحب میٹرک کی تعلیم کے بعد آرمی میں بطور سپاہی بھرتی ہو گئے اور 1979ء میں آپ کا ٹرانسفر کراچی ہو گیا اور یہیں سے آپ ریٹائر ہوئے۔ مرحوم کی عمر اڑسٹھ (68) سال تھی۔ بڑے خوش اخلاق تھے اور جذباتی طبیعت کے مالک تھے۔ دعوتِ الی اللہ کے انتہائی شوقین تھے۔ جب کہیں موقع ملتا تو دوست احباب کو تبلیغ کرتے۔ انتہائی دلیر اور بہادر شخصیت کے مالک تھے۔ یکے بعد دیگرے داماد اور بیٹے کی شہادت کے بعد خوفزدہ نہیں تھے بلکہ اپنی اولاد کو حوصلے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ شہادت کے روز اپنے بیٹے اعزاز احمد کیانی کو کہا کہ ہم نے خود اپنی حفاظت کرنی ہے اور یہاں سے جانا نہیں۔ ایک قائد علاقہ لکھتے ہیں کہ ان کے بیٹے اعجاز کیانی صاحب کی شہادت کے بعد جب وہ شہید کے خاندان کے جملہ افراد کو چھوڑنے کے لئے ائیر پورٹ گئے تو اعجاز کیانی صاحب شہید کی والدہ کے غم کی حالت کو دیکھتے ہوئے ویل چیئر منگوائی، جسے دیکھ کر بشیر کیانی صاحب شہید نے کہا کہ ابھی تو میرا ایک ہی بیٹا شہید ہوا ہے، آپ چاہتے ہیں کہ ہم ابھی سے بیٹھ جائیں؟ غیرت رکھنے والے تھے۔ سعودی عرب میں ان کی آرمی سروس کے دوران پوسٹنگ ہوئی۔ لیکن وہاں شرط یہ تھی کہ اپنے پاسپورٹوں پر احمدیت کا نام نہ لکھیں۔ انہوں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ بے شک مَیں نہ جاؤں، یہ شرط مجھے قبول نہیں۔ شہید مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ فاطمہ بشیر کیانی صاحبہ کے علاوہ دو بیٹے اعزاز کیانی اور شہباز کیانی چھوڑے ہیں۔ پانچ بیٹیاں ہیں۔ ایک طاہرہ ظہور کیانی ہے جو شہید کی بیوہ ہیں۔ پھر ناہیدہ طیب، شاہدہ بشیر، ساجدہ بشیر اور وجیہ کنول۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان سب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

بشیر کیانی صاحب کے بارے میں اُن کی ایک عزیزہ نے لکھا کہ کراچی میں آپ کے دو عزیز شہید کر دیئے گئے تو میں نے اُن کو کہا کہ کراچی چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ بڑے غم کی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے، آنکھوں میں آنسو تھے تو ایک دم جھکی ہوئی کمر کو سیدھی کر کے کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ ہم نے تو احمدیت کو زمین کے کناروں تک پھیلانا ہے اور تم کہہ رہی ہو کراچی چھوڑ دیں۔ یہ قربانیاں ہمارے حوصلے کو بلند کرنے والی ہیں۔ دشمن ہمارے ایمان کمزور نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ دشمن کی پکڑ کے بھی جلدی سامان کرے۔

دوسرا جنازہ تو یہاں بعض لوگ پڑھ چکے ہوں گے۔ یہیں کے رہنے والے ہمارے بھائی میاں عبدالسمیع عمر صاحب تھے۔ ان کو دل کا عارضہ تھا۔ ان کا آپریشن ہوا لیکن کامیاب نہیں ہو سکا اور اس دوران میں ہی کچھ عرصے بعد وفات ہو گئی۔ 69 سال ان کی عمر تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

آپ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے پوتے تھے اور مفتی محمد صادق صاحبؓ کے نواسے تھے۔ مجلس انصار اللہ یو کے والے تو جانتے ہیں، یہاں خدمت کرتے رہے ہیں، قائد تعلیم تھے، قائد تربیت تھے۔ بڑے اخلاص اور وفا سے، محنت سے کام کرتے رہے۔ دعا گو اور حلیم اور شفیق، منکسر المزاج، صلہ رحمی کرنے والے، متوکل انسان تھے۔ خلافت سے بڑی محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ کوئی بھی ان کا کام ہوتا تو یہ مجھے ضرور اطلاع دیا کرتے تھے۔ بڑی اچھی ان کی تلاوت تھی۔ ان کے ایک بھائی منیر عمر صاحب 28؍مئی 2010ء میں شہید ہو گئے تھے۔ آپ نے اپنے پسماندگان میں ایک اہلیہ اور بیٹی اور دو بیٹے چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

تیسرا جنازہ عزیزم مزمل الیاس کا ہے۔ یہ طالب علم جامعہ احمدیہ تھے۔ چک چٹھہ ضلع حافظ آباد کے رہنے والے تھے۔ اچانک جامعہ میں ہی 9؍ستمبر کو فجر کے وقت ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ سترہ سال ان کی عمر تھی۔ درجہ ممہدہ جامعہ کے طالب علم تھے اور بڑے شوق سے جامعہ میں داخل ہوئے تھے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی جو مرضی تھی وہ ہوا۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ ہوسٹل کہتے ہیں کہ نمازوں کے بڑے پابند، باقاعدہ تلاوت کرنے والے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا بڑے شوق سے مطالعہ کرنے والے تھے۔ میرے خطبات بڑے غور سے سنتے تھے اور بڑی محبت سے سنتے تھے۔ ان کے نانا نے کہا کہ نماز تہجد اس نے کبھی نہیں چھوڑی۔ حفاظتِ مرکز کی ڈیوٹیوں کے دوران اکثر شہادت کی تمنا کیا کرتے تھے۔ ان کے والدین نے بھی بڑا صبر دکھایا ہے اور انہوں نے کہا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں اور اُس کے شکر گزار ہیں کہ ہمارے بچے کی قربانی کو اتنی جلدی قبول فرما لیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور والدین کو بھی صبر عطا فرمائے۔

کماؤ پتنی

(منور خالد کوبلز جرمنی)

جہاں اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کو یکساں حقوق عطا فرمائے ہیں وہیں ان دونوں کے دائرہ ہائے کار کی مناسبت سے ذہنی صلاحیتیں اور جسمانی قویٰ بھی عطا فرمائے ہیں۔(دونوں نے کام پر جانا ہے الگ الگ ٹرانسپورٹ چاہئے) اگر مرد کو مضبوط اور طاقتور جسم دیا ہے کہ وہ ہر قسم کی محنت اور مشقت کر سکے تو عورت کو اطاعت و فا بچوں کیلئے پیار شفقت اور انتہائی قربانی کر جانے کا جذبہ عطا فرمایا ہے۔

ایک عرصہ سے آزادی نسواں کے نام سے جو تحریکات چل رہی ہیں ان کے بعض فوائد بھی ہوئے کہ اسلام میں عورتوں کے مساوی حقوق کی خوبصورت تعلیم جو جہالت کی وجہ سے گرد آلود ہوتے ہوتے رسم و رواج اور روایات کے بوجھ تلے دب چکی تھی ایک بار پھر نمایاں ہوئی۔اور بانیٔ اسلام کے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک اور حسن معاشرت کے وہ وہ پہلو اجاگر ہوئے کہ انسان بے اختیار حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی ایک نظم کے اشعار گنگنانے لگتا ہے کہ

رکھ پیش نظر وہ وقت بہن جب زندہ گاڑی جاتی تھی
گھر کی دیواریں روتی تھیں جب دنیا میں تو آتی تھی
وہ رحمت عالم آتا ہے۔تیرا حامی ہوجاتا ہے تو بھی
انساں کہلاتی ہے سب حق تیرے دلواتا ہے۔

دوسری طرف ان تحریکات نے بے جا اور مادر پدر آزادی کی بے ہودہ خواہشات کو پروان چڑھا کر نہ صرف معاشرہ کا حسن بگاڑ دیا بلکہ گھروں محلوں اور سوسائٹی کا سکون بھی چوپٹ کر دیا۔آزادی نسواں والوں کا ایک نعرہ یہ بھی ہے کہ عورت کو گھر سے باہر نکل کر نوکری یا کمائی کرنی چاہیئے اور اس طرح گھر کے مالی حالات سدھارنے میں معاون ہونا چاہیئے۔وہ اسے اقتصادی لحاظ سے ملکی تعمیر و ترقی کا ذریعہ بھی گردانتے ہیں۔

مجبوری کی صورت میں تو اسلام نے سؤر کا گوشت کھانے کی بھی اجازت دی ہوئی ہے لیکن وہ جو اقتصادی بہتری کے نام پر اپنی جنت چھوڑ کر گھروں سے نکلنے کے بہانے کرتی ہیں آج اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ وہ اپنے دعویٰ میں کہاں تک درست ہیں۔

اسلام نے مرد کو اپنے بیوی بچوں کی کفالت کا ذمہ دار قرار دے کر عورت پر بہت بڑا احسان کیا ہے تاکہ وہ گھر کی ملکہ بن کر اپنے دائرہ کار میں سکون کے ساتھ سادگی اور کفایت شعاری سے اپنے خاوند کی کمائی کے مطابق بجٹ بنائے اور اپنے اوپر عائد ذمہ داریاں پوری کرے۔

مجھے یاد ہے 1991 میں مجھے جرمن زبان سیکھنے کیلئے سکول بھجوایا گیا تو کلاس میں مختلف موضوعات زیر بحث لائے جاتے تھے ایک دن یہی مسئلہ زیر بحث تھا۔میرے تمام روسی اور یورپین کلاس فیلو ابتداء میں اس کے حامی تھے کہ عورت کو بھی مساوی طور پر کام کرنا چاہئے۔اس پر خاکسار اُٹھا اور تختہ سیاہ پر جا کر آمد و خرچ کے دو چوکھٹے بنا کر پہلے چوکھٹے میں خاکسار نے آمد و خرچ اس صورت میں ظاہر کیا کہ جب صرف مرد کمارہا ہو آپ بھی غور فرمائیں

آمد مرد کی تنخواہ مثال کے طور پر ۱۵۰۰ یورو ہو
اخراجات کی مد میں کرایہ مکان ۴۰۰
بجلی گیس ۱۰۰،فون ۵۰
گاڑی کے اخراجات ۴۰۰
(انشورنس،ٹیکس،مرمت،پٹرول سب شامل کر کے)
اس طرح کل اخراجات ۹۵۰ ہوں گے۔

گویا ۵۵۰ یورو میں تمام گھریلو اخراجات کھانا پینا گھومنا پھرنا بلکہ مکان کی خریداری کیلئے ماہانہ بچت کی جاسکے گی۔اب دوسری صورت کی طرف آئیں کہ جب مرد عورت دونوں کمائی کر رہے ہوں گے۔

آمد مرد کی تنخواہ ۱۵۰۰ عورت کی تنخواہ ۱۰۰۰
(عورت کو مرد کے مقابلہ میں کم تنخواہ ملتی ہے)
کل آمد ۲۵۰۰۔
اب اخراجات کی طرف آجائیں۔
کرایہ مکان ۴۰۰ بجلی گیس ۱۰۰،فون ۵۰۔
گاڑی کے اخراجات یا ٹرانسپورٹ ۸۰۰
(دونوں نے کام پر جانا ہے الگ الگ ٹرانسپورٹ چاہئے)
عورت کو روزانہ کام پر جانے کیلئے ۲۰۰
(کے زائد اخراجات بن سنور کر جانے میک اپ وغیرہ کر کے جانے پر)
دونوں کے کام پر جانے کی صورت میں ۳۰۰
(صبح کا ناشتہ کافی وغیرہ جلدی میں بیکری کی طرف رخ کیا جائے گا)
دوپہر کا لنچ بکس ۲۰۰
(اگر عورت نے کام پر جانا ہوگا تو لنچ بکس نہ بن سکیں گے ہوٹل پر جانا ہوگا)
شام کا کھانا دونوں کے کام پر جانے کی وجہ سے ۲۰۰
(کم از کم دونوں تھکے ہوئے ہیں پیزا منگوا لیتے ہیں وغیرہ)
سوشل تعلقات میں اضافہ کی وجہ سے ۲۰۰
(کہ دونوں ہی اپنے اپنے دفاتر کے ساتھیوں کو گاہے بگاہے دعوت پر بلائیں گے)
سوشل تعلقات کی وجہ سے فون کی مد میں ۵۰
(کا اضافہ لازمی ہوجائے گا)
کپڑے دھونا،استری کرنا،بٹن لگانا
(دونوں کے کام پر جانے کی وجہ سے لانڈری کی خدمات حاصل کی جائیں گی یا کسی نوکرانی کو برتن دھونے صفائی کرنے کیلئے رکھا جائے گا)
اس طرح کل اخراجات ۲۷۰۰۔

اور ہر ماہ خسارے کا بجٹ چلتا چلا جائے گا۔جو قرض لینے اور بالآخر بنک دیوالیہ کی صورت میں نکلے گا سندھ میں ایک مثال بیان کی جاتی ہے کہ ایک کمہار تھا بہت محنت کر کے آسودہ ہو گیا گدھوں کی تعداد بڑھ گئی اور ضرورت محسوس ہوئی کہ ایک مددگار رکھ لیا جائے اور اپنے آپ کو رئیسوں میں شامل کر لیا جائے۔دوسری طرف قسمت کا مارا ایک بلوچ اپنی غلطیوں کی وجہ سے غربت کی چکی میں پس رہا تھا۔نوکری کی تلاش میں اسی نو دولتئے رئیس کمہار کے پاس جا پہنچا تو اس کے نام پوچھنے پر اس بلوچ نے حسب عادت اپنا نام رئیس طوطی خان بتایا تو اس کمہار نے کہا کہ۔

میں بھی رئیس تم بھی رئیس تو گدھے کون چلائے گا۔

اب تک تو اقتصادی تقابل پیش کیا گیا ہے اب ذرا معاشرتی نقصانات بھی دیکھ لیں۔دونوں میاں بیوی کے کام پر جانے کی وجہ سے خاوند کے کام سے تھکے ہوئے آنے پر اس کو بیوی کی وہ خوشگوار مسکراہٹ کہ جس کی وجہ سے وہ اپنی تمام تھکان بھول جائے۔میسر نہ ہوگی کیونکہ دونوں ہی کام سے تھکے ہوئے واپس آئیں گے اور ہیلو ہیلو کر کے سونے کیلئے جانے کی جلدی میں دن بدن پیار و محبت میں کمی، ذہنی کھچاؤ تلخی اور تعلقات میں کشیدگی دونوں کو علیحدگی تک لے جائے گی۔یورپ میں علیحدگیوں کی بڑی وجہ یہی بے سکونی ہے۔کام پر جانے والی عورت نہیں چاہے گی کہ اس کے بچے ہوں جو اس کے کام پر جانے میں حارج ہوں اور سوشل تعلقات میں بھی رخنہ بنیں۔اس طرح بچے جو میاں بیوی کو باندھ کر رکھتے ہیں یہ ذریعہ بھی ختم ہوجائے گا اگر بچے ہوں گے تو ان کے لئے آیا رکھنا ہوگی۔اور سب سے بڑا نقصان یہ کہ بچے ماں کی عدم فرصتی کی وجہ سے اس کے پیار اور شفقت سے محروم تربیت سے بھی محروم ہو کر ماں کے لیے انتظار میں گلیوں اور بازاروں میں آوارہ پھرتے رہیں گے اور بری سوسائٹی کا شکار ہو کر جرائم پیشہ بن جائیں گے۔سؤر کے علاوہ وہ دنیا کا کوئی مرد یا نر خواہ کتا بلا ہو پرندہ ہو یا درندہ نہیں چاہتا کہ اس کی مادہ کسی دوسرے کے ساتھ اُٹھے۔پھرے گھومے بلکہ وہ لڑ مرنے پر تیار ہوجاتا ہے اسی لئے سؤر کو سؤر یا بے غیرت کہا جاتا ہے۔جب عورت کام پر جائے گی تو اس کے غیر مردوں اور عورتوں سے تعلقات بھی بڑھیں گے گاہے ایک دوسرے کی دعوتیں بھی ہوں گی جو مردوں کے دلوں میں بدظنی شکوک و شبہات تلخی اور بالآخر الزام تراشی اور علیحدگی لازمی ہو جائے گی۔میرے ان دلائل کے بعد آدھی سے زیادہ کلاس نے میرے دلائل کے حق میں ہاتھ کھڑے کئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کا احمدی ماؤں پر کتنا بڑا احسان ہے کہ آپ نے اسلامی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کو بار بار اجاگر فرما کر احمدی عورت کی نہ صرف راہیں متعین کر دی ہیں بلکہ اس کو عزت و احترام کے بلند مقام پر لا کھڑا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ احمدی مائیں اپنے بچوں کو چار پانچ سال کی عمر میں ہی قرآن کریم کا دور مکمل کروا کر آمین کی مبارک تقریب میں شامل کرانے کیلئے بے چین ہوتی ہیں۔پھر اطفال خدام ناصرات اور لجنہ کے پروگرام میں خود اپنے خاوند اور بچوں کو شامل کر کے ان کی بہترین رہنمائی اور اپنے گھر کو سکون اور جنت کا گہوارہ بنا لیتی ہیں۔اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

❁❁❁

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ ۱۶

لوگوں پر ظاہر کرنے ہیں۔خدا تعالیٰ کے زندہ نشانات کا بار بار تذکرہ کرنا ہے،لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ خدا تعالیٰ کے قرب کے حصول کے ذرائع کیا ہیں؟ اور خلیفہ وقت کی ہر صورت میں اطاعت اور نظام کی فرمانبرداری کی ایک اہمیت ہے اور ہر ایک پر یہ اہمیت واضح ہونی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ○ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ ○ کہ اگر تبلیغ کے ذریعہ تم اپنے مذہب کی اشاعت کرو گے تو ایک ایک دو دو کر کے لوگ تمہاری طرف آئیں گے،لیکن اگر تم استغفار اور تسبیح کرو اور اپنی جماعت سے گناہ دور کر دو تو پھر فوج در فوج لوگ آئیں گے اور تمہارے اندر شامل ہوجائیں گے۔

پس وہ ہمارے عالم جو مجھے لکھتے ہیں کہ ہم غیروں کے چھکے چھڑا دیا کرتے تھے۔اس چھکے چھڑانے سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوگا جو اپنی عملی اصلاح سے ہوگا۔اس لئے عملی اصلاح کی طرف توجہ دیں اور خلافت کے نائبین بننے کی کوشش کریں،خلیفہ وقت کے مددگاروں میں سے بننے کی کوشش کریں۔اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور پر نور نے مسلم ممالک کی بدحالی کا ذکر کر کے اُن کے لئے دعا کی تحریک فرمائی۔ ❁❁❁

وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTIONS
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
EMAIL:RAICHURI.CONSTRUCTION@GMAIL.COM
B/007,ITKAR SOC ,SURESH NAGAR ,R.T.O ,
ANDHERI (WEST) ,MUMBAI - 400056.
MAQBOOL AHMED: 09987652552 / 09664334252

سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ نیوزی لینڈ 2013ء

آسٹریلیا سے نیوزی لینڈ کے لئے روانگی۔ نیوزی لینڈ میں ورود مسعود، مسجد بیت المقیت میں آمد اور والہانہ استقبال۔ Maori بادشاہ کی طرف سے حضور انور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب۔ استقبالیہ تقریب کی براہ راست ماؤری ریڈیو پر کوریج۔ Rotorua کے علاقہ کی سیر۔ ہملٹن گارڈنز کا وزٹ۔ انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔ آسٹریلیا کے سرکاری ریڈیو SBS پر حضور انور کے انٹرویو کی کوریج۔ بچوں اور بچیوں کی حضور انور کے ساتھ الگ الگ کلاسز کا انعقاد۔ مسجد بیت المقیت کی مختصر تاریخ۔ پروفیسر کلیمنٹ ریگ صاحب کا ذکر خیر

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

28 اکتوبر بروز سوموار 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجے ''مسجد بیت الہدیٰ'' میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دنیا کے مختلف ممالک سے موصول ہونے والی فیکسز، خطوط اور رپورٹس پر ہدایات سے نوازا۔

آسٹریلیا سے نیوزی لینڈ کے لئے روانگی

آج آسٹریلیا سے نیوزی لینڈ کے لئے روانگی کا دن تھا۔ احباب جماعت مرد وخواتین اور بچوں، بچیوں کی ایک بڑی تعداد صبح سے ہی ''مسجد بیت الہدیٰ'' کے بیرونی احاطہ میں جمع تھی۔ سڈنی کی جماعتوں کے علاوہ برزبن، میلبورن اور ایڈیلیڈ سے بھی احمدی احباب بڑے لمبے سفر کر کے اپنے پیارے آقا کو الوداع کہنے کے لئے پہنچے تھے۔ بذریعہ سڑک آنے والے بارہ گھنٹے سے زائد کا سفر کر کے پہنچے تھے۔ یہ سبھی عشاق دو رویہ قطاروں میں اپنے آقا کے انتظار میں کھڑے تھے۔ روانگی کے لمحات قریب آ رہے تھے۔ بچیاں الوداعی دعائیہ نظمیں پڑھ رہی تھیں۔ ان سب لوگوں کے لئے یقیناً اداسی کا ماحول تھا۔ بعض نے تو اپنی آنکھوں پر ضبط کر رکھا تھا جو نہ کر سکے ان کی آنکھوں سے آنسو امڈ آئے تھے۔ نو بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور احباب کے پاس سے گزرتے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور اجتماعی دعا کروائی اور احباب جماعت کے پُر جوش نعروں اور خدا حافظ، فی امان اللہ کی دعاؤں کے جلو میں سڈنی کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ Kings Ford Smith کے لئے روانگی ہوئی۔ حضور انور کی گاڑی چلتی رہی اور احباب پیچھے سے مسلسل اپنے ہاتھ ہلاتے رہے۔

دس بجکر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایئرپورٹ پر تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور کی ایئرپورٹ پر آمد سے قبل سامان کی بکنگ، بورڈنگ کارڈ کے حصول اور امیگریشن کی کارروائی مکمل ہو چکی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایئرپورٹ پر آنے والے جماعتی عہدیداران اور احباب جماعت کو اپنا ہاتھ بلند کرتے ہوئے السلام علیکم کہا اور سپیشل لاؤنج میں تشریف لے آئے۔ حضور انور کو الوداع کہنے کیلئے مکرم امیر صاحب آسٹریلیا اور بعض دیگر جماعتی عہدیداران VIP لاؤنج تک ساتھ آئے۔ صدر صاحبہ لجنہ آسٹریلیا اور امیر صاحب آسٹریلیا کی اہلیہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلّہا العالی کو الوداع کہنے کے لئے VIP لاؤنج تک ساتھ آئیں۔

سوا بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب جہاز پر سوار ہونے کے لئے لاؤنج سے باہر تشریف لائے تو جماعتی عہدیداران نے اپنے پیارے آقا سے مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

مکرم امیر صاحب آسٹریلیا محمود احمد شاہد صاحب جہاز کے دروازہ کے قریب تک حضور انور کو الوداع کہنے کے لئے آئے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت امیر صاحب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ ایک اور نہایت مخلص احمدی دوست مکرم سہیل احمد صاحب جو آسٹریلین ایئرلائن Qantas Air میں کام کرتے ہیں۔ جہاز کے دروازہ تک حضور انور کے ساتھ آئے اور ان کو یہ سعادت بھی عطا ہوئی کہ آسٹریلیا میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے میلبورن اور برزبن کے سفروں کے انتظامات اور ایئرپورٹ پر جملہ انتظامات نہایت اعلیٰ اور احسن رنگ میں کرنے کی توفیق ملی۔ جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا و الآخرۃ۔ موصوف نے بھی جہاز کے اندر جانے سے قبل اپنے پیارے آقا سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔ بعد ازاں حضور انور جہاز کے اندر تشریف لے گئے۔

آسٹریلین ایئرلائن Qantas Air کی پرواز QF145 بارہ بجکر پینتیس منٹ پر نیوزی لینڈ کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ آک لینڈ (Auckland) کے لئے روانہ ہوئی۔

نیوزی لینڈ میں ورود مسعود
مسجد بیت المقیت آمد اور والہانہ استقبال

تین گھنٹے پندرہ منٹ کے سفر کے بعد نیوزی لینڈ کے مقامی وقت کے مطابق پانچ بجکر پچاس منٹ پر جہاز آک لینڈ (Auckland) کے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا۔ (نیوزی لینڈ کا وقت آسٹریلیا سے دو گھنٹے آگے ہے) جہاز کے دروازہ پر مکرم اقبال احمد صاحب نیشنل صدر جماعت نیوزی لینڈ اور مکرم شفیق الرحمن صاحب مبلغ سلسلہ نیوزی لینڈ نے حضور انور کو خوش آمدید کہا۔ اس موقع پر پولیس انسپکٹر راکیش نائیڈو گر پریت صاحب بھی حضور انور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ موصوف حکومتی محکمہ کی طرف سے حضور انور کی سیکیورٹی کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ مکرمہ بشریٰ اقبال صاحبہ اور مکرمہ عظمیٰ رحمان اور فرزانہ شاہد صاحبہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلّہا العالی کو خوش آمدید کہا۔

امیگریشن کی کارروائی کے لئے خصوصی طور پر ایک ڈیسک معین کیا گیا تھا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک خصوصی راستہ سے ایئرپورٹ سے باہر تشریف لائے جہاں گیٹ کے پاس ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے گاڑی پارک کی گئی تھی۔ یہاں پر نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران اور دیگر جماعتی عہدیداران نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور اپنے پیارے آقا سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

بعد ازاں یہاں سے روانگی ہوئی۔ نیوزی لینڈ میں قیام کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور قافلہ کے ممبران کی رہائش کا انتظام Quest Serviced Apartments میں کیا گیا تھا۔ چھ بجکر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہوٹل Quest میں تشریف آوری ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پونے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اسی ہوٹل کے ایک ہال میں نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ پروگرام کے مطابق آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور جماعت کے مرکزی سینٹر ''مسجد بیت المقیت'' کے لئے روانگی ہوئی۔ آٹھ بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ''مسجد بیت المقیت'' تشریف آوری ہوئی۔ جہاں احباب جماعت مرد و زن اور بچوں بچیوں نے اپنے پیارے آقا کو خوش آمدید کہا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور مسجد کے اندر تشریف لے گئے اور نئی تعمیر ہونے والی مسجد کا معائنہ فرمایا اور اس کے مختلف حصے دیکھے۔ کچن لنگر خانہ بھی نیا تیار کیا گیا ہے۔ حضور انور نے اس کا بھی معائنہ فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ کچن کو یہاں کے معیار کے مطابق مزید بہتر بنائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ساڑھے آٹھ بجے مسجد بیت المقیت میں نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔

......☆☆☆......

ملک نیوزی لینڈ دو بڑے جزیروں اور کئی چھوٹے جزیروں پر مشتمل ہے۔ بڑے جزائر کو شمالی اور جنوبی جزائر کہا جاتا ہے۔ نیوزی لینڈ کے شمال مغرب میں دو ہزار میل کے فاصلے پر آسٹریلیا واقع ہے۔ نیوزی لینڈ کے قریب ترین ہمسایہ ممالک میں New Caledonia، فجی اور Tonga واقع ہیں۔ نیوزی لینڈ کی آبادی 4.4 ملین ہے۔ اس میں 80 فیصد یورپی نژاد ہیں۔ یہاں کے مقامی باشندوں کو Maori کہا جاتا ہے۔ ان کی شرح قریباً 15 فیصد سے زائد ہے۔

نیوزی لینڈ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے باقاعدہ جماعت احمدیہ کا قیام 1987ء میں ہوا۔ اور آج جماعت کی تعداد چار صد کے لگ بھگ ہے اور مضبوط اور فعال جماعت قائم ہے۔ جماعت کا اپنا خوبصورت سینٹر ہے اور یہ سال **2013ء جماعت نیوزی لینڈ اپنی سلور جوبلی کے طور پر منا رہی ہے اور اس سال جماعت نے دو منازل پر مشتمل اپنی پہلی مسجد تعمیر کی ہے۔ مسجد** کا نام مسجد بیت المقیت ہے۔ اس مسجد کا افتتاح امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انشاء اللہ تعالیٰ یکم نومبر 2013ء بروز جمعۃ المبارک فرمائیں گے۔

29/اکتوبر بروز منگل 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پانچ بجے ہوٹل سے روانہ ہو کر سوا پانچ بجے مسجد بیت المقیت میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا کے مختلف ممالک کی جماعتوں سے موصول ہونے والی ڈاک، فیکسز، خطوط اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور اپنے دست مبارک سے ان پر ہدایات سے نوازا۔

Maori بادشاہ کی طرف سے حضور انور کے اعزاز میں استقبالیہ تقریب

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اعزاز میں نیوزی لینڈ کی قدیم ترین قوم ماؤری (Maori) کے بادشاہ کی طرف سے ایک استقبالیہ تقریب کا اہتمام کیا گیا۔

نیوزی لینڈ کے یہ قدیم ترین باشندے Maori لوگ تیرہویں صدی عیسوی کے دوران Oceania کے مشرقی حصہ Polynesia سے نقل مکانی کر کے اس جزیرہ میں پہنچے اور انہوں نے اس جزیرہ کو Aotearoa (آؤتے آراؤ) کا نام دیا جو آجکل نیوزی لینڈ کہلاتا ہے۔ یہ ماؤری لوگ ایک قوم کے طور پر اکٹھے نہیں رہتے تھے بلکہ چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں پورے ملک میں پھیلے ہوئے تھے۔ انہوں نے نیوزی لینڈ میں نئے پودے بھی کاشت کئے جو کہ یہ اپنے آبائی علاقوں سے لائے تھے۔ ان کا اپنا الگ کلچر اور رسم ورواج اور الگ زبان اور روایات ہیں۔

جب 17ویں صدی عیسوی میں یورپین لوگ یہاں نیوزی لینڈ کی سرزمین پر پہنچے اور یہاں قبضہ کرنا چاہا تو ان ماؤری قبائل نے سخت مزاحمت دکھائی۔ ماؤری بہت سمجھدار جنگجو قوم تھی۔ جب برطانوی فوج نے محسوس کیا کہ ماؤری قوم کو شکست دینا مشکل ہے تو انہوں نے ماؤری قوم سے 1840ء میں امن معاہدہ کر لیا جسے Treaty of Waitangi کا نام دیا گیا۔

جب ماؤری لوگوں نے دیکھا کہ برطانوی باشندے آہستہ آہستہ زمین پر قبضہ کرتے جا رہے ہیں تو انہوں نے اس کے خلاف تحریک شروع کر دی اور 1850ء میں ماؤری لوگوں نے ملکہ برطانیہ کی طرح اپنا بادشاہ بنانے کا ارادہ کیا اور شمالی جزیرے کے وسطی علاقوں میں رہنے والے ماؤری قبیلوں نے ایک چیف Putatau Te Wherowhero کو اپنا بادشاہ مقرر کر لیا۔

موجودہ بادشاہ Tuheitia Paki 2006ء میں بادشاہ بنا۔ یہ ساتواں بادشاہ ہے۔ اس کی رہائش قصبہ Ngaruawahia میں ہے جو کہ آک لینڈ سے قریباً ایک سو کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ ماؤری لوگوں کے لئے ان کا کمیونٹی سنٹر، جسے Marae (مَرائے) کہتے ہیں، بہت اہمیت کا حامل ہے اور اسے ایک مقدس جگہ سمجھا جاتا ہے۔

ماؤری کلچر کی ایک خاص بات ان کا اپنے مہمانوں کے استقبال کا ایک خاص طریق ہے جس کے لئے مرائے پر ایک خصوصی تقریب منعقد ہوتی ہے۔ اس طرح پر استقبال کے بعد مہمان اس مرائے (Marae) اور قبیلہ کا حصہ سمجھے جانے لگتے ہیں۔ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نیوزی لینڈ آنے کا پروگرام بنا تو ماؤری بادشاہ کی مرائے کی کونسل نے، اپنے بادشاہ کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور جماعتی وفد کو مرائے آنے کی دعوت دی اور بادشاہ کی منظوری کے

بعد یہ اطلاع دی گئی کہ **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لئے ایسے استقبال کا انتظام کیا جارہا ہے جو کہ ماؤری روایات کے مطابق کسی سربراہ حکومت یا کسی بڑے قبیلہ کے بادشاہ کے لئے مخصوص ہے۔ اسی طرح ماؤری سینٹر مرائے پر ماؤری جھنڈے کے ساتھ لوائے احمدیت لہرائے جانے کا بھی انتظام کیا گیا۔**

پروگرام کے مطابق نو بجکر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور ماؤری سینٹر Marae کے لئے روانگی ہوئی۔ ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ماؤری سینٹر تشریف آوری ہوئی۔ جہاں پر حضور انور کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ جیسے ہی حضور انور کی کار گیٹ پر رُکی، **بادشاہ کے خاص چیف جو کہ بادشاہ کا بیٹا تھا نے حضور انور کو اندر آنے کی دعوت دی۔** گیٹ کے اندر داخل ہوتے ہی ماؤری کلچر کے مطابق تین جنگجو نوجوان اپنے روایتی ہتھیاروں کے ساتھ آگے بڑھے اور جنگی انداز میں، اپنی روایت کے مطابق چیلنج کیا کہ آیا آپ لوگ امن کے لئے آئے ہیں یا جنگ کے لئے، تینوں نوجوانوں نے جب یہ تسلی پالی کہ آنے والے امن کی خاطر آئے ہیں تو ایک نوجوان نے ایک تراشیدہ خنجر نما لکڑی کے ٹکڑے کو سمبل (Symbol) کے طور پر حضور انور کے سامنے رکھ دیا کہ تم امن کے لئے آئے ہو تو ہم اپنا ہتھیار پیش کرتے ہیں۔ اس ہتھیار کو دائیں ہاتھ سے اٹھانا اس بات کی نشانی ہوتا ہے کہ ہم امن اور دوستی کے لئے آئے ہیں۔ چنانچہ صدر صاحب جماعت نیوزی لینڈ نے اس لکڑی کے ہتھیار کو دائیں ہاتھ سے اٹھانے کے بعد، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دائیں ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اس کے بعد بڑی شان اور بڑی عزت و احترام سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو مرائے میں لے جایا گیا۔ حضور انور کی آمد پر ماؤری بچوں اور بچیوں نے گروپ کی صورت میں اپنی ماؤری زبان میں استقبالیہ گیت پیش کیا اور خوش آمدید کہا۔

بادشاہ اگرچہ عموماً اس تقریب میں شامل نہیں ہوتا اور دوسرے ماؤری چیف ہی مہمانوں کا استقبال کرتے ہیں۔ لیکن آج **حضور انور کے استقبال کے لئے منعقدہ اس تقریب میں بادشاہ اپنی ملکہ کے ساتھ شامل ہوا۔ نیز حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کو اس جگہ میں بٹھایا گیا جو سب سے مقدس سمجھی جاتی ہے اور بادشاہ اس جگہ بیٹھ کر ایسی تقریبات کی صدارت کرتا ہے۔**

بعد ازاں ماؤری سرکردہ افراد نے اپنے ایڈریسز پیش کئے۔ ان مقررین نے اپنے ایڈریسز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مرائے (Marae) آمد پر انتہائی خوشی کا اظہار کیا اور حضور انور کے لئے تعریفی کلمات کہے۔ ایک چیف نے کہا کہ آج عزت مآب خلیفۃ المسیح کے آنے کی وجہ سے ہماری شان میں اضافہ ہوا ہے اور حضور انور کا یہاں آنا ہمارے لئے باعث عزت ہے اور اس سے ہمارے تعلقات اور پختہ ہوں گے۔ ہر ایڈریس کے بعد کچھ لوگ کھڑے ہو کر اپنا روایتی استقبالیہ گیت پیش کرتے تھے۔ جماعت کی طرف سے مکرم شکیل احمد منیر صاحب (جنہوں نے ماؤری زبان میں ترجمہ قرآن کریم کیا ہے اور یہ ترجمہ امسال ہی شائع ہوا ہے) نے اپنا ایڈریس پیش کیا اور جماعت کے مختصر تعارف کے بعد ماؤری ترجمہ قرآن کریم کا ذکر کیا۔

اس کے بعد بچیوں کے ایک گروپ نے نظم:

''ہے دستِ قبلہ نما لا الہ الا اللہ''

ترنم کے ساتھ پڑھی۔ جماعتی وفد کے تمام ممبران نے جن کی تعداد 25 کے قریب تھی کھڑے ہو کر یہ نظم ساتھ پڑھی اور اس طرح ماؤری سینٹر کی فضا لا الٰہ الا اللہ سے گونجتی رہی۔

اس کے بعد ماؤری پروٹوکول کے مطابق بادشاہ نے آگے بڑھ کر حضور انور سے مصافحہ کیا۔ اسی طرح دیگر ماؤری Elders اور موجود لوگ باری باری جماعت کے وفد سے ملے اور اپنی دوستی اور تعلق کا اظہار کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اور وفد کے اراکین کو مرائے کے اُس ہال میں لے جایا گیا جہاں قیمتی نوادرات وغیرہ رکھے ہوئے ہیں اور ماؤری بادشاہوں کی تصاویر آویزاں کی گئی ہیں۔ یہاں بھی صرف خاص الخاص مہمانوں کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ اسی ہال میں ریفریشمنٹ پیش کی گئی۔ ماؤری کنگ حضور انور کے ساتھ بیٹھا رہا۔ حضور انور اس سے گفتگو فرماتے رہے۔

بعد ازاں بادشاہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو مختلف نوادرات دکھائے، ان میں مختلف جنگی آلات بھی تھے اور دوسری ایسی اشیاء بھی تھیں جو گزشتہ سالہا سال سے ان قبائل کے ورثہ میں چلی آرہی ہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وزیٹر بک پر لکھا:

Mirza Masroor Ahmad
Head of The Ahmadiyya Muslim Community

اس کے بعد حضور انور نے اپنے دستخط فرمائے اور تاریخ 29-10-13 درج کی۔ بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے بھی وزیٹر بک پر اپنے دستخط کئے۔ بعد ازاں ماؤری روایات کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس ہال سے باہر ملحقہ برآمدے میں لے جایا گیا جہاں آج کے اس استقبال کا آخری پروگرام منعقد ہوا جس میں سب سے قبل نیشنل صدر صاحب جماعت نیوزی لینڈ مکرم اقبال احمد صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مختصر تعارف پیش کیا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ماؤری بادشاہ کو قرآن کریم کا ماؤری زبان میں ترجمہ کا تحفہ دیا اور کرسٹل میں بنا ہوا مینارۃ المسیح دیا۔ ماؤری بادشاہ نے بھی حضور انور کی خدمت میں ایک تحفہ پیش کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مختصر خطاب میں ماؤری بادشاہ کا شکریہ ادا کیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ اپنا خطاب شروع کرتے ہوئے فرمایا: مَیں ماؤری بادشاہ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے آج اپنے روایتی انداز میں ہمیں خوش آمدید کہا اور انتہائی گرمجوشی سے ہمارا استقبال کیا اور اتنی اعلیٰ یہ Reception تھی جو آج تک میں نے نہیں دیکھی۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو قرآن کریم کا ماؤری زبان میں ترجمہ آپ کو دیا گیا ہے یہ ہمارے عقائد کے مطابق وہ آخری کتاب ہے جو کامل شریعت پر مشتمل ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور آخری کامل شریعت کے طور پر نازل ہوئی۔ یہ قرآن کریم اس بارہ میں ہماری راہنمائی کرتا ہے کہ ہم نے کس طرح اپنے ربّ کو پہچاننا ہے اور کس طرح خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنا ہے اور پھر کس طرح ایک انسان نے دوسرے انسان سے تعلق رکھنا ہے اور اس کے حقوق ادا کرنے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا آج دنیا کو امن، صلح، محبت، اخوت، بھائی چارہ اور رواداری کی ضرورت ہے اور قرآن کریم یہی پیغام امن، صلح، بھائی چارہ اور رواداری کے قیام کا دیتا ہے۔ صرف پیغام ہی نہیں دیتا بلکہ راہنمائی کرتا ہے کہ آپ کن اصولوں پر چل کر اپنے معاشرہ کو ایک پُرامن معاشرہ بنا سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم احمدی اس بات کو مانتے ہیں کہ جس مسیح نے اس دنیا میں دوبارہ نازل ہونا تھا وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب آف قادیان کی صورت میں آچکا ہے اور آپ جماعت احمدیہ کے بانی ہیں۔ اسلام کی جو تعلیمات بھلا دی گئی تھیں۔ آپ انہیں دوبارہ زندہ کرنے کے لئے آئے۔ آپ نے اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیمات دنیا کے سامنے پیش کیں۔ آج ہم قرآن کریم کے تراجم دنیا کی مختلف زبانوں میں کر رہے ہیں تا کہ دنیا کی ہر قوم کو اُس کی اپنی زبان میں اسلام کا پیغام پہنچے اور اسلام کی اصل اور حقیقی تعلیم کا انہیں علم ہو۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں کہ آج جو یہ دوستی ہمارے درمیان قائم ہوئی ہے یہ ہمیشہ قائم رہے۔ میں ایک بار پھر بادشاہ ملکہ اور آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ہماری روایت یہ ہے کہ آخر پر ہم دعا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

اس طرح آج کی یہ ایک انتہائی غیر معمولی تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں **ماؤری بادشاہ کا بیٹا اور بعض دیگر ماؤری سرکردہ حکام حضور انور کو باہر گاڑی تک چھوڑنے آئے** اور حضور انور کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔

Rotorua کے علاقہ کی سیر

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق یہاں سے بارہ بجکر پینتیس منٹ پر Rotorua نامی شہر کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد اڑھائی بجے دوپہر Rotorua شہر کے ایک ہوٹل Rydges Hotel میں تشریف آوری ہوئی۔ حضور انور اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کا انتظام اسی ہوٹل کے ایک ہال میں کیا گیا تھا۔ چار بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

Rotorua شہر اور اس کے ارد گرد کا علاقہ ایک پُرفضا مقام ہے۔ سرسبز و شاداب پہاڑی سلسلہ اور مختلف خوبصورت جھیلوں کے درمیان یہ علاقہ آباد ہے۔ اسی علاقہ میں ایک طرف گندھک (Sulphur) کے ابلتے ہوئے چشمے ہیں اور پھر کچھ فاصلے پر ماؤری قبائل کا ایک گاؤں ہے جس میں ماؤری لوگ اپنے کلچر اور روایات کے ساتھ اسی طرح زندگی گزار رہے ہیں جس طرح آج سے ایک صدی قبل گزار رہے تھے، ان کے گھر، ان کے رہن سہن، انسان کو صدیوں پیچھے لے جاتے ہیں۔

چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ سے باہر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق اس علاقہ کی سیر کے لئے روانگی ہوئی۔ سب سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں تشریف لے گئے جہاں گندھک کے چشمے ابل رہے تھے اور گندھک کا شدید گرم پانی فواروں کی صورت میں ایک پہاڑی کے مختلف حصّوں سے باہر نکل رہا تھا۔ گائیڈ نے بتایا کہ یہ چشمے قریباً 20 ہزار سال سے موجود ہیں۔ اور ان سے فواروں کی صورت میں بڑے پریشر کے ساتھ نکلنے والا گندھک کا پانی 30 میٹر کی بلندی تک جاتا ہے۔ کبھی کبھی یہ پانی کچھ عرصہ کے لئے غائب بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک ہی سال میں 300 دن ایسے آئے کہ جب یہ مسلسل نکلتا رہا۔ ورنہ کچھ عرصہ نکلنے کے بعد کچھ دنوں کے لئے غائب ہو جاتا ہے۔ جہاں یہ چشمے ابل رہے ہیں وہاں اس پہاڑی میں اور ارد گرد کے ایریا میں پتھروں میں مختلف جگہوں پر سوراخ بنے ہوئے ہیں جہاں سے مسلسل دھواں نکلتا رہتا ہے اس طرح ایک طرف ابلتا ہوا پانی مختلف جگہوں سے 30 میٹر تک بلند ہو رہا ہے، تو دوسری طرف سینکڑوں سوراخوں سے مسلسل دھواں نکل رہا ہے یوں لگتا ہے کہ یہ ساری جگہ دہک رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے گائیڈ سے مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ساتھ ساتھ ان جگہوں کی ویڈیو بھی بنائی اسی پہاڑی کے ارد گرد زمین پر دلدل کی صورت میں مختلف جگہوں پر تالاب بنے ہوئے ہیں جنہیں Boiling Mud Pools کہا جاتا ہے۔ ان تالابوں میں بھی سلفر اور مختلف سالٹس Salts کا پانی مسلسل بلبلوں کی طرح ابل ابل کر نکل رہا ہے۔ یہاں کے وزٹ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے ساڑھے سات کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع Lake Ratorua پر تشریف لے آئے۔ یہ اس علاقہ کی 16 جھیلوں میں سے سب سے بڑی جھیل ہے اور تین اطراف سے ایک سرسبز پہاڑی سلسلہ نے اسے گھیرا ہوا ہے ایک طرف میدانی علاقہ ہے جہاں سے لوگ اس کا نظارہ کرتے ہیں اور جھیل کی سیر کروانے کے لئے چھوٹے بحری جہاز اور کشتیاں وغیرہ چلتی ہیں۔ اس علاقہ میں 16 جھیلیں ہیں اور یہ سب کی سب Cataclysmic Volcanic Activity سے بنی ہیں۔ اس جھیل کے کنارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے تشریف فرما رہے اور خوبصورت قدرتی مناظر کی تصاویر اور ویڈیو بھی بنائی۔ یہاں پر قیام کے دوران کافی اور چائے وغیرہ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

اس جھیل کی سیر کے بعد ساڑھے سات بجے ہوٹل Rydges واپسی ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروگرام کے مطابق ساڑھے نو بجے ہوٹل کے ایک ہال میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

......☆☆☆......

آج ماؤری سینٹر Marae میں استقبالیہ تقریب کی براہ راست کوریج ایک ماؤری ریڈیو نے کی۔ اسی طرح نیوزی لینڈ کے نیشنل ریڈیو اور نیشنل ماؤری ٹی وی نے اپنی خبروں میں آج کی اس تقریب کا نمایاں رنگ میں ذکر کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا تھا:

''خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دے گا اور میری محبت دلوں میں بٹھائے گا اور میرے سلسلہ کو تمام دنیا میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کرے گا۔...... ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پئے گی اور یہ سلسلہ زور سے بڑھے گا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جاوے گا''۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

پھر آپ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

''اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر خدا کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اول اشتہار نمبر 91 صفحہ 282,281)

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

کلام الامام

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''انسان اصل میں اُنسان سے ہے یعنی دو محبتوں کا مجموعہ ہے۔ ایک اُنس وہ خدا سے کرتا ہے دوسرا اُنس انسان سے۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیاپوری۔ صدر و ضلعی امیر جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

آج نیوزی لینڈ کی سرزمین پر آباد ایک قدیم ماؤری قوم نے جس طرح اپنے سینٹر Marae میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا والہانہ اور انتہائی عقیدت و احترام کے ساتھ اور دل کی گہرائیوں سے استقبال کیا ہے اور اپنے سینٹر میں خود اپنے ہاتھوں سے لوائے احمدیت لہرایا ہے۔ یہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آج یہ قوم بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چشمہ سے سیراب ہوئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن یہ قوم بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سلسلہ میں آملے گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے **دوران سال اس قوم سے پہلی بیعت بھی عطا ہوئی ہے** اور یہ بیعت اب انشاء اللہ العزیز سینکڑوں اور پھر ہزاروں میں تبدیل ہوگی۔ اللہ کرے کہ جلد ایسا ہو اور یہ نظارے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ آمین

30 اکتوبر بروز بدھ 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہوٹل کے ایک ہال میں جو نماز کے لئے مخصوص کیا گیا تھا تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔ صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف خطوط اور رپورٹس پر ہدایات سے نوازا۔

آج پروگرام کے مطابق Ratorua کے علاقہ سے واپس ہملٹن (Hamilton) اور پھر وہاں سے آک لینڈ (Auckland) کے لئے روانگی تھی۔ Ratorua سے ہملٹن کا فاصلہ 106 کلومیٹر ہے۔ گیارہ بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے باہر تشریف لائے اور ہملٹن کے لئے روانگی ہوئی۔

ہملٹن گارڈنز

ہملٹن شہر نیوزی لینڈ کے بڑے شہروں میں سے ایک شہر ہے۔ یہاں پر ایک وسیع وعریض رقبہ پر Hamilton Garden کے نام سے ایک باغ لگایا گیا ہے۔ اس باغ کی خصوصیت یہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک سے پھولوں کے پودے لاکر اگائے گئے ہیں۔ اس باغ کو دو طرح سے تیار کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک وسیع احاطہ مخصوص کر کے اس میں صرف گلاب کے پودے لگائے گئے ہیں جو دنیا کے مختلف ممالک سے لائے گئے ہیں مختلف رنگوں کے گلاب سے یہ حصہ مزین ہے اور اس کا نام Rogers Rose Garden ہے۔

پھر دنیا کے مختلف ممالک کا علیحدہ علیحدہ باغ تیار کیا گیا ہے۔ جیسے Chinese Garden، English Flower Garden، Japanese Garden، اٹالین گارڈن، انڈین چار باغ گارڈن وغیرہ بنائے گئے ہیں اور ہر ایک میں بڑی خوبصورتی اور ترتیب کے ساتھ پھول لگائے گئے ہیں اور ساتھ تالاب بنائے گئے ہیں اور فوارے وغیرہ لگائے گئے ہیں۔ اسی طرح یہاں، Kitchen Garden، Herb Garden اور دوسرے مختلف ناموں اور اقسام کے باغات موجود ہیں۔

قریباً ایک گھنٹہ پچیس منٹ کے سفر کے بعد ہملٹن گارڈن آمد ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس باغ کے مختلف حصے دیکھے اور تصاویر بھی بنائیں اور قریباً پچاس منٹ تک اس باغ کا وزٹ فرمایا۔

بعد ازاں یہاں سے ایک بجکر پچیس منٹ پر آک لینڈ کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً ایک گھنٹہ پینتیس منٹ کے سفر کے بعد تین بجے دوپہر ہوٹل Quest آمد ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پانچ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ ہوٹل Quest سے روانہ ہو کر چھ بجے مسجد بیت المقیت پہنچے اور نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے گئے جہاں پروگرام کے مطابق سوا چھ بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں مجموعی طور پر 58 فیملیز کے 393 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان ملاقات کرنے والوں کا تعلق نیوزی لینڈ کی جماعتوں آک لینڈ، ہملٹن، ونگٹن، Tauranga اور Whangarei سے تھا اس کے علاوہ جزائر فجی، پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے آئی ہوئی بعض فیملیز نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ساڑھے نو بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت المقیت میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

حضور انور کا ریڈیو انٹرویو

آسٹریلیا کے ایک سرکاری ریڈیو سٹیشن SBS کے نمائندہ نے 19/ اکتوبر بروز ہفتہ 2013ء کو مسجد بیت الہدیٰ سڈنی آکر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جو انٹرویو لیا تھا وہ آج 30/ اکتوبر کو اس ریڈیو سٹیشن نے نشر کیا ہے اور اس انٹرویو کی نشریات دس منٹ تک جاری رہیں۔ یہ ریڈیو سٹیشن دنیا کی 74 مختلف زبانوں میں پروگرام نشر کرتا ہے اور سارے آسٹریلیا میں سنا جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا SBS ریڈیو پر نشر کیا گیا مندرجہ ذیل انٹرویو اردو زبان میں تھا۔ پروگرام کے میزبان نے پروگرام کے آغاز میں تعارف کرواتے ہوئے کہا:

ہم اپنے پروگرام میں اکثر اقلیتی گروپ کے رہنماؤں اور آسٹریلیا آنے والی دیگر اہم شخصیات کے خیالات اور نقطۂ نظر آپ تک پہنچاتے ہیں۔ پاکستان میں اقلیت قرار دیئے جانے والی احمدی جماعت کے روحانی اور انتظامی سربراہ مرزا مسرور احمد آسٹریلیا کے دورہ پر آئے اور انہوں نے سڈنی میں ہونے والے احمدیہ جماعت کے سالانہ اجتماع میں شرکت کی ہے۔ اس وقت ہم آپ کو سڈنی میں ریکارڈ کی گئی بات چیت سنوا رہے ہیں۔ SBS کا ان خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں مگر ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے سامعین دوسروں کی رائے کا بھی اسی طرح احترام کریں گے جس طرح کے احترام کی توقع وہ اپنی رائے سے اختلاف کرنے والوں سے رکھتے ہیں۔

اس کے بعد درج ذیل ریکارڈ شدہ انٹرویو نشر کیا گیا۔

☆ میزبان نے انٹرویو کے آغاز میں کہا: اس وقت ہم مرزا مسرور احمد صاحب کے ساتھ موجود ہیں جو جماعت احمدیہ کے روحانی اور انتظامی سربراہ بھی ہیں۔ پروگرام میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جزاک اللہ۔ شکریہ۔

☆ اس کے بعد میزبان نے کہا کہ جناب مرزا صاحب! میں گفتگو کا آغاز احمدیہ جماعت کی تاریخ سے کرنا چاہوں گا۔ جماعت احمدیہ کی بنیاد کب پڑی، کیسے پڑی اور اس تحریک کا آغاز کس طرح ہوا؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعت احمدیہ کی تاریخ معلوم کرنے کے لئے آپ کو چودہ سو سال پیچھے جانا پڑے گا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ ایک زمانہ آئے گا جب مسلمان عملی طور پر اپنی تعلیم کو بھول چکے ہوں گے۔ قرآن کریم تو موجود ہوگا لیکن اس پر عمل نہیں ہوگا اور ایک اندھیرا زمانہ ہوگا۔ بہرحال مختصر یہ کہ چودھویں صدی میں ایک شخص آئے گا جو مجھ میں سے ہی ہوگا اور میری تعلیم کو، حقیقی تعلیم کو، قرآن کریم کی تعلیم کو آگے بڑھائے گا اور وہ مسیح اور مہدی ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم یہ یقین کرتے ہیں اور ایمان رکھتے ہیں کہ وہ آنے والا شخص تمام نشانات کے ساتھ آیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی تھیں اور 1889ء میں انہوں نے یہ اعلان کیا اور جماعت کی بنیاد ڈالی اور پہلی بیعت لی۔ اور جو نشانات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے تھے ان بہت سے نشانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس کو ہم Heavenly Sign کہہ سکتے ہیں کہ رمضان کے مہینہ میں مخصوص تاریخوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ سورج اور چاند کو گرہن لگے گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1894ء میں مشرق میں اور 1895ء میں Western Hemisphere میں ان مخصوص تاریخوں میں وہ گرہن لگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ آنے والا مسیح اور مہدی جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں کیونکہ نشانات بھی پورے ہو رہے ہیں اور اسی مقصد کے لئے آپ نے جماعت کا قیام کیا۔

☆ اس کے بعد انٹرویو کرنے والے صحافی نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود کے انتقال کے بعد کیا طریق کار اپنایا گیا کیونکہ ان کا تو حضرت مسیح کے طور پر دعویٰ تھا۔ تو اس کے بعد خلافت کا سلسلہ کیسے شروع ہوا؟ جماعت میں خلیفہ کے انتخاب کیلئے کیا طریق کار اختیار کیا جاتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسیح موعودؑ کے 1908ء میں وصال کے بعد خلافت کا سلسلہ جاری ہوا اور اس وقت موجود لوگوں نے خلافت کیلئے اپنا خلیفہ منتخب کیا جو حضرت مولانا نورالدین صاحب تھے اور وہ اس وقت زمانہ کے بڑے مانے ہوئے عالم تھے اور ان کی وفات کے بعد پھر 1914ء میں خلافت ثانیہ کا انتخاب ہوا۔ اس وقت جماعت میں تھوڑی سے rift ہوئی لیکن Majority of the Jamaat حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی بیعت میں آگئے۔ اور اس کے بعد جو پیچھے ہٹے ہوئے تھے ان میں سے بھی بہت سارے لوگ بیعت میں شامل ہو گئے اور جماعت ترقی کرتی چلی گئی۔ جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی وفات ہوئی اس وقت جماعت کی تعداد چار لاکھ یا اس سے کچھ اُوپر تھی اور وہ جماعت ترقی کرتے کرتے آج دنیا کے 204 ممالک میں ہے اور کروڑوں میں اس کی تعداد ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خلافت کے انتخاب کے لئے اس کے بعد پھر باقاعدہ اصول بنائے گئے۔ ایک الیکٹورل کالج (Electoral College) ہے، ایک خلافت کی منتخبہ کمیٹی ہے جو خلافت کا انتخاب کرتی ہے۔ 1982ء میں خلیفۃ المسیح الثالث حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کی وفات ہوئی تو ربوہ، پنجاب میں چوتھے خلیفہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا انتخاب ہوا۔ لیکن اس کے بعد 1984ء کے قوانین کے بعد جب ضیاء الحق نے قوانین بڑے سخت کر دئے۔ ہمیں السلام علیکم کہنے کی اجازت نہیں تھی۔ ہمیں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔ کوئی بھی ایسا طریق جس سے اسلامی عقائد کا اظہار ہوتا ہو وہ ہم نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے بحیثیت خلیفہ اور بحیثیت لیڈر خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو پاکستان سے لندن شفٹ ہونا پڑا اور 1984ء سے وہیں رہے۔ 2003ء میں ان کی وفات ہوئی۔ چونکہ پاکستان میں حالات اسی طرح بدستور قائم تھے اس لئے جب پانچویں خلافت کا انتخاب ہوا تو وہ مسجد فضل لندن جو لندن کی سب سے پرانی مسجد ہے اس میں انتخاب ہوا۔ اور وہاں مجھے 22/ اپریل 2003ء کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔

☆ اس کے بعد میزبان صحافی نے سوال کیا کہ جو (حضرت مرزا) غلام احمد قادیانی صاحب تھے انہوں نے ایک نئے نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس بارے میں ذرا وضاحت فرمایئے۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بات یہ ہے کہ یہ ساری پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے تھیں جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے۔ عام مسلمانوں میں یہ تاثر قائم ہے اور اس وقت بھی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر بیٹھے ہیں اور وہ زمین پر آئیں گے۔ اور یہ بھی مسلمانوں کے اندر رائج ہے کہ مہدی علیہ السلام کا بھی ظہور ہوگا۔ عامۃ المسلمین یہ سمجھتے ہیں کہ مسیح اور مہدی دو علیحدہ علیحدہ وجود ہوں گے۔ مسیح آسمان سے اتریں گے اور مہدی امت میں سے نکلیں گے۔ اور پھر دونوں اکٹھے مل کر اصلاح بھی کریں گے اور اسلام کو پھیلائیں گے اور تلوار چلائیں گے۔ عامۃ المسلمین بھی یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔ جب وہ آئیں گے تو وہ اسی ٹائٹل کے ساتھ آئیں گے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک شخص کو اونچا مقام دیا ہو اور بعد میں اس سے چھین لیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود جو آئے گا وہ میری امت میں سے ہی ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا آنا میرا آنا ہوگا۔ یعنی کہ میرے طریق پر چلنے والا ہوگا اور ان اختیارات کے ساتھ آئے گا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیئے ہیں کیونکہ وہ میری پیروی کرے گا۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اُس پیشگوئی کے مطابق آئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہے اور سورۃ جمعہ کے مطابق قرآن کریم کی بھی ہے۔ نئی شریعت نہیں لے کر آئے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے قیام کے لئے آئے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم یہ کہتے ہیں کہ نبی تو آسکتا ہے لیکن غیر شرعی نبی۔ اب کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رُسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Own your Plot/ Home in Qadian Darul Aman

ALLADIN BUILDERS

Please contact for quality construction works in Qadian

Khalid Ahmad Alladin

#67, WHITE AVENUE, QADIAN, PUNJAB 143516 INDIA

Phones: +91 7837211800, +91 8712890678

Email: khalid@alladinbuilders.com, Please visit us at : www.alladinbuilders.com

وَسِّعۡ مَکَانَکَ

الہام حضرت مسیح موعودؑ

ہیں اور کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی کیونکہ قرآن کریم آخری اور فائنل شریعت ہے اور خاتم الکتب ہے۔ پس یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم نبی آخرالزمان خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں۔ لیکن آپ کی پیروی میں، آپ کی محبت میں بغیر کسی نئی شریعت کے نبی آسکتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مجھے جو کچھ بھی ملا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ملا۔

☆ اس پر پروگرام کے میزبان صحافی نے سوال کیا کہ کیا احمدی طریقت کے مطابق جو مرزا غلام احمد قادیانی تھے ان کو اللہ تعالیٰ سے براہِ راست کوئی وحی کا سلسلہ یا بات چیت کا سلسلہ بھی تھا؟

اس سوال پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں انسانیت کے ساتھ تعلق پیدا کیا تھا وہ آج بھی قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارہ میں کوئی انسان یہ نہیں کہہ سکتا کہ پہلے وہ کلام کرتا تھا اور وحی کرتا تھا آج وہ کلام نہیں کرتا اور وحی نہیں کرتا۔ وہ پہلے بھی کلام کرتا تھا اور آج بھی اپنے نیک لوگوں سے کلام کرتا ہے۔ لوگوں کو جو سچی خوابیں آتی ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع کا ایک ذریعہ ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف سنتا ہے بلکہ بولتا بھی ہے اور اب بھی اس سے کلام کرتا ہے جس سے وہ چاہتا ہے۔ تو یہی وحی کا سلسلہ یا الہامات کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو ہم محدود نہیں کرسکتے، نہ بند کرسکتے ہیں۔

☆ اس کے بعد صحافی نے پوچھا کہ آپ اس وقت آسٹریلیا میں آئے ہوئے ہیں۔ سڈنی میں یہاں پر احمدیہ جماعت کا بہت بڑا اجتماع ہوا ہے۔ آپ اس موقع پر کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں میں یہی کہنا چاہوں گا کہ آجکل جو دنیا کی حالت ہے وہ قابلِ فکر ہے۔ بندہ بندے سے محبت، پیار، خلوص اور وفا کا تعلق پیدا کرے تاکہ دنیا امن، محبت اور بھائی چارے کا گہوارہ بن جائے۔

☆ پھر میزبان صحافی نے پوچھا کہ ان حالات میں آپ کیا دیکھتے ہیں کہ پاکستان میں احمدیہ جماعت کا کیا مستقبل ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ان سب ظلموں کے باوجود جماعت احمدیہ پاکستان میں قائم ہے۔ اور بہت بڑی جماعت پاکستان میں قائم ہے۔ اور یہ ظلم برداشت کر رہی ہے۔ ہم قانون ہاتھ میں نہیں لیتے۔ جب ظلم ہوتا ہے تو ہم قانون کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ اگر قانون مدد کرے تو الحمد للہ۔ نہیں کرتا تو تب بھی ہم خاموش ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہیں۔ جن کو موقع ملتا ہے، جن کا مستقبل بالکل ختم ہو رہا ہے، جن کو ٹارگٹ کیا جارہا ہے وہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ باہر بھی نکلیں اور اسی وجہ سے آسٹریلیا میں بھی اور دنیا میں دوسری جگہوں پر بھی پاکستان سے migrate کر کے احمدی آئے اور یہاں ان کو پناہ ملی۔ اب وہ آزادی سے رہ رہے ہیں۔ کئی ہمارے پڑھے لکھے دوست احباب غیر از جماعت جو احمدی نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ پاکستان کی بد قسمتی ہے کہ پاکستان کا اچھا زرخیز دماغ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کا literacy rate بہت زیادہ ہے اور اچھے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ سائنٹسٹس ہیں، ڈاکٹرز ہیں، انجینئرز ہیں۔ یہ زرخیز دماغ جس کو پاکستان کی ترقی میں کام آنا چاہئے تھا پاکستان سے باہر نکل رہے ہیں اور drain ہو رہا ہے جس کو انگلش میں brain drain کہتے ہیں۔ تو اس سے تو نقصان پاکستان کو ہو رہا ہے۔ ہم احمدیوں نے پاکستان بنانے میں حصہ لیا اور پاکستان بنانے میں ہمارا بہت بڑا کردار ہے۔ اسی وجہ سے قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات تھے اور انہوں نے پہلا وزیر خارجہ ایک احمدی سر ظفراللہ خان کو بنایا۔ بدقسمتی یہ کہ آج بچوں کی سکول کی کتابوں میں سے سر چوہدری ظفراللہ خان کا نام نکال دیا گیا کہ وہ پہلے وزیر خارجہ نہیں تھے۔ ڈاکٹر عبد السلام صاحب جو پہلے نوبل انعام یافتہ تھے ان کا نام بھی سائنٹسٹس میں سے نکال دیا گیا تو اس سے زیادہ بدقسمتی اور کیا ہوگی؟ ہمارا خون پاکستان کے قیام میں شامل ہے۔

☆ پروگرام کے آخر میں میزبان نے کہا کہ عالمی جماعت کے سربراہ مرزا مسرور احمد سے سڈنی میں لیا گیا انٹرویو آپ نے سنا۔ اس انٹرویو کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ دوسروں کے خیالات کو سامعین تک پہنچانا تھا۔ امید ہے باشعور سامعین کی طرح ہم سب ایک دوسرے کے عقائد اور خیالات کا اسی طرح احترام کرتے رہیں گے جس نے آسٹریلیا کو ایک پُرامن ملٹی کلچرل ملک بنانے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔

31 / اکتوبر بروز جمعرات 2013ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا پانچ بجے مسجد بیت المقیت میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی مختلف جماعتوں کی طرف سے موصول ہونے والی ڈاک، خطوط، فیکسز اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور حضور انور کی دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

پچھلے پہر بھی حضور انور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ پروگرام کے مطابق پانچ بجکر دس منٹ پر مسجد بیت المقیت کے لئے روانگی ہوئی۔ قریباً بیس منٹ کے سفر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد بیت المقیت پہنچے اور نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔

بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس

نمازوں کی ادائیگی کے بعد پروگرام کے مطابق مسجد میں ہی بچوں کی کلاس حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شروع ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم محسن اقبال نے کی اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم منعم مبارک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل دو احادیث پیش کیں اور ان کا انگریزی زبان میں ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ ان احادیث کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے:

1۔ اے اللہ ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کر اور ہمیں اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہی ہمیں معاف کردے۔ (سنن ترمذی کتاب الدعوات)

2۔ اے اللہ یقیناً میں تجھ سے اس آندھی کی بھلائی مانگتا ہوں اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس کی بھی بھلائی چاہتا ہوں جس کے ساتھ وہ بھیجی گئی ہے اور میں اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس کے شر سے جو کچھ اس میں ہے اور اس کے شر سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں جس کے ساتھ وہ بھیجی گئی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب صلاۃ الاستسقاء)

اس کے بعد عزیزم انس منور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیروزبر ہوجائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان میں ہولناک صورت میں پیدا ہوں گی یہاں تک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہوجائیں گی اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہیں ملے گا تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پائیں گے اور بہتیرے ہلاک ہوجائیں گے۔ وہ دن نزدیک ہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھے گی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانے والی آفتیں ظاہر ہوں گی کچھ آسمان سے اور کچھ زمین سے یہ اس لئے کہ نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی ہے اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہوجاتی پر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہوگئے جیسا کہ خدا نے فرمایا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور وہ جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم ان زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ انسانی کاموں کا اس دن خاتمہ ہوگا۔ یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ شاید ان سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔ اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا''۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 268)

بعد ازاں عزیزم حنان انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا درج ذیل منظوم کلام خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنایا۔

اک ضیافت ہے بڑی اے غافلو کچھ دن کے بعد
جس کی دیتا ہے خبر فرقاں میں رحماں بار بار

اس نظم کے بعد عزیزم میکائیل گنائی نے نیوزی لینڈ کے شہر Christ Church میں آنے والے زلزلہ پر اپنا مضمون پیش کیا اور بتایا کہ کرائسٹ چرچ نیوزی لینڈ کا دوسرا بڑا شہر ہے، جہاں فروری 2011ء میں ایک بڑی طاقت کا زلزلہ آیا اور 185 لوگ اس زلزلہ میں ہلاک ہوئے، عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا۔ شہر اور اس کے اردگرد کے علاقوں میں عمارتوں کا بہت نقصان ہوا۔ کم طاقت کے زلزلے تو قبل ازیں آتے رہے ہیں لیکن اتنی بڑی طاقت کا زلزلہ پہلے کبھی نہ آیا تھا۔ ہیومینیٹی فرسٹ اور خدام الاحمدیہ کی ٹیموں نے موقع پر پہنچ کر متاثرین کی مدد کی۔ موصوف نے بتایا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو اقتباس پیش کیا گیا ہے اس میں آپؑ نے پہلے سے ہی ان زلازل کی خبر دی ہے۔ موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ جمعہ کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ حضور انور نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا کہ اب تو دنیا کے ہر حصہ میں زلزلے آرہے ہیں اور کوئی بھی ان سے محفوظ نہیں رہا۔ اس کے بعد عزیزم اسحاق شمیم نے پروفیسر Clement Wragge صاحب کے بارہ میں اختصار کے ساتھ ایک مضمون پیش کیا۔

پروفیسر صاحب موصوف کے بارہ میں ایک تعارفی مضمون اس رپورٹ کے آخر پر پیش کیا جارہا ہے۔

بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ کلاس چھ بجکر بیس منٹ پر ختم ہوئی۔ آخر پر بچوں نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔

بچیوں کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس

اس کے بعد پروگرام کے مطابق لڑکیوں کی کلاس (Girls Class) حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شروع ہوئی۔ عزیزہ دانیہ شفیق نے قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا انگریزی زبان میں ترجمہ عزیزہ رضوانہ شہیدہ نے پیش کیا۔ بعد ازاں عزیزہ عافیہ نجم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث پیش کی۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا مومن جو قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ سنگترے کی طرح ہے جس کا ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے۔ اس کی خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے اور ایسا مومن جو قرآن نہیں پڑھتا۔ لیکن اس پر عمل پیرا ہوتا ہے وہ کھجور کی طرح ہے جس کا ذائقہ تو لذیذ ہوتا ہے لیکن اس میں خوشبو نہیں ہوتی اور قرآن پڑھنے والے منافق کی مثال ریحان (نیازبو) کی طرح ہوتی ہے جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن اس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور قرآن نہ پڑھنے والے منافق کی مثال حنظل کی طرح ہوتی ہے جس کا ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور خوشبو بھی ناگوار ہوتی ہے۔ (بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رای بقراءۃ القرآن اوتاکل بہ اوفخر بہ)

بعد ازاں عزیزہ لبنیٰ اقبال نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''سو تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں اور باقی سب اس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے اَلْخَيْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک

ZUBER ENGINEERING WORK
زبیر احمد شحنہ
(الیس اللہ بکافٍ عبدہ)
Body Building
All Types of Welding and Grill Works

Cell: 09886083030, 09480943021
HK Road- YADGIR-585201
Distt. Gulbarga (KARNATKA)

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

نہ ہوتے۔ اور یہ نعمت اور ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے ان کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے، یہ بڑی دولت ہے، اگر قرآن نہ آتا تو تمام دنیا ایک گندے مضغہ کی طرح تھی۔ قرآن وہ کتاب ہے جس کے مقابل پر تمام ہدایتیں ہیچ ہیں'۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 27,26)

اس کے بعد عزیزہ زہرہ حنیف نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔

جمال و حسنِ قرآں نور جان ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ، ہمارا چاند قرآں ہے

شہد کے فوائد

بعدازاں عزیزہ مہ پارہ عطرت ملک نے Manuka Honey کے عنوان پر اپنی Presentation دیتے ہوئے بتایا کہ نیوزی لینڈ میں Manuka شہد، Manuka Tree سے تیار کیا جاتا ہے۔

جب یورپین لوگ نیوزی لینڈ کے جزیرہ پر آئے تو اس وقت یہاں شہد کی مکھیاں نہیں تھیں۔ 1839ء میں نیوزی لینڈ میں شہد کی مکھیوں کو متعارف کروایا گیا۔ Manuka درخت کی چھ اقسام ہیں اور یہ نیوزی لینڈ کے شمالی علاقہ کی East Coast میں پایا جاتا ہے نیز ساؤتھ آئی لینڈ میں بھی یہ درخت بڑی تعداد میں موجود ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ درخت آسٹریلیا سے نیوزی لینڈ آیا اور پرندوں کے ذریعہ آیا اور اس درخت کے نیوزی لینڈ آنے کا زمانہ جو آخری برف کا زمانہ ہے اس سے پہلے کا ہے۔

یہ شہد اپنے خواص کی وجہ سے کافی مشہور ہے اور اس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ انفیکشن سے بچاتا ہے۔ اس درخت اور پودے کے ذریعہ تیار ہونے والا شہد ہی صرف فائدہ نہیں دیتا بلکہ بذات خود یہ درخت بھی بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔ ماؤری لوگ اس پودے کو اپنی روایتی ادویات میں استعمال کرتے ہیں۔ اس کے پتے اور ڈنڈیاں دوا کی تیاری کے لئے استعمال ہوتی ہیں اور اس سے تیار ہونے والی دوا بخار کے لئے، پیشاب کی پرابلم کے لئے، چھاتی کی انفیکشن کے لئے اور Asthma کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ نیز اس درخت کے پتوں سے ایسی دوائی بنائی جاتی ہے جو Eczema کے علاج کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔

انسانی جلد پر جو داغ پڑ جاتے ہیں اس کا علاج بھی اس درخت سے تیار کی جانے والی دوائی سے کیا جاتا ہے۔ جوڑوں کے درد کے لئے بھی اس کی دوائی استعمال کی جاتی ہے۔ یونیورسٹی آف Waikato نے اس بارہ میں اپنی ریسرچ میں یہ دریافت کیا ہے کہ اس میں Antibacterial آثار پائے جاتے ہیں۔

Manuka شہد کو تیار کرتے ہوئے اس کی مختلف Potency رکھی جاتی ہیں۔ کم پوٹینسی والا شہد اگر چند چمچ استعمال کیا جائے تو اس سے قوت مدافعت بہتر ہوتی ہے اور جو ہائی پوٹینسی والا شہد ہے یہ Diarrhoea کو ٹھیک کرتا ہے اور زخموں کو بھرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس شہد کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جو زخم کافی عرصہ سے ٹھیک نہ ہو رہے ہوں تو ان زخموں کے اوپر بھی یہ شہد لگایا جاتا ہے۔

جو انڈسٹری شہد تیار کرتی ہے وہ سالانہ یکصد ملین ڈالرز منافع کمارہی ہے۔

مسجد بیت المقیت کی تاریخ

اس کے بعد عزیزہ فائزہ رحمان نے مسجد بیت المقیت پر اپنی Presentation دیتے ہوئے بتایا کہ سال 2006ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے دورہ کے دوران جماعت نیوزی لینڈ کو باقاعدہ مسجد بنانے کا ارشاد فرمایا تھا۔

مسجد کی تعمیر کا باقاعدہ آغاز جولائی 2012ء کو ہوا۔ سنگ بنیاد کے طور پر حضور انور کی دعا کی گئی اینٹ رکھی گئی۔ اس مسجد کی تکمیل اگست 2013ء میں ہوئی۔

جماعت کے موجودہ سنٹر کا کل رقبہ پونے دو ایکڑ ہے۔ یہ جگہ 1999ء میں خریدی گئی تھی اور اس پر پہلے سے 256 مربع میٹر کا ایک ہال موجود تھا۔ سال 2002ء میں لجنہ کے لئے ایک الگ ہال 112 مربع میٹر تعمیر کیا گیا۔ یہ دونوں ہال اب تک بطور نماز سنٹر استعمال ہو رہے تھے۔ لجنہ ہال کے اوپر مربی سلسلہ کا رہائشی مکان بھی تعمیر کیا گیا۔

مسجد کے مردانہ اور لجنہ کے ہال میں سے ہر ایک کا رقبہ 247 مربع میٹر ہے۔ نچلی منزل پر لجنہ کا ہال ہے۔ جن خواتین کے چھوٹے بچے ہیں ان کے لئے علیحدہ کمرہ بھی ہے۔ واش روم اور وضو کی سہولیات موجود ہیں۔ بالائی منزل پر مردانہ ہال، آڈیو ویڈیو روم، کانفرنس روم اور واش رومز اور وضو کی سہولیات موجود ہیں۔ مینار کی کل اونچائی 18.6 میٹر ہے اور گنبد کا قطر 8.3 میٹر ہے۔ مسجد کے دونوں ہالوں اور ساتھ پہلے سے تعمیر شدہ ہالوں کو شامل کے قریباً ایک ہزار سے زائد افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ یہ مسجد ریلوے سٹیشن اور شہر کی دو بڑی موٹرویز سے چند منٹ کی دوری پر واقع ہے۔ مسجد بیت المقیت نیوزی لینڈ کی سرزمین پر جماعت کی پہلی مسجد ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ لڑکیوں کی یہ کلاس چھ بجکر پچاس منٹ تک جاری رہی۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

آج شام کے اس سیشن میں 24 فیملیز کے 92 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ جماعت نیوزی لینڈ کی مختلف جماعتوں کے علاوہ جزائر فجی سے آنے والی فیملیز نے بھی حضور انور سے شرف ملاقات پایا اور ان سبھی افراد نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بجکر چالیس منٹ پر ختم ہوا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بیت المقیت تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پروفیسر کلیمنٹ ریگ کا ذکر

جب بھی جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کی تاریخ لکھی جائے گی اس میں پروفیسر Clement Wragge کا ذکر ضرور شامل کیا جائے گا۔

پروفیسر Clement Lindley Wragge غیر معمولی قابلیت اور جرأت والے انسان تھے۔ انگلستان میں پیدا ہوئے اور Law Navigation اور Meteorology میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور موسمیات اور علم ہیئت (Astronomy) کے میدانوں میں اپنا لوہا منوایا۔ آپ نے آسٹریلیا میں بھی ایک لمبا عرصہ قیام کیا اور وہاں آپ کو ایک اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے۔ آپ ہندوستان کے سفر کے دوران لاہور بھی آئے اور 12 مئی اور 18 مئی 1908ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دوبار ملاقات کی۔ اس ملاقات میں ان کے ساتھ ان کی بیوی اور چھوٹا لڑکا بھی تھا۔ پروفیسر صاحب نے 12 مئی 1908ء کو دوران ملاقات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مختلف سوالات بھی کئے۔ مثلاً جب خدا کی مخلوق بے شمار اور غیر محدود ہے تو اس کے فضل کو کیوں صرف اس حصہ زمین یا کسی مذہب و ملت میں محدود رکھا جائے؟ گناہ کیا چیز ہے؟ شیطان کسے کہتے ہیں؟ آئندہ زندگی کس طرح سے ہوگی؟ اور وہاں کیا کیا حالات ہوں گے۔ خاتون نے سوال کیا کہ کیا مُردوں سے رابطہ کر کے ان کے صحیح حالات دریافت کئے جاسکتے ہیں؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تمام سوالات کے نہایت لطیف اور جامع جوابات عطا فرمائے۔ جنہیں سن کر مسٹر ریگ بے حد متأثر ہوئے اور حضور علیہ السلام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا: مجھے اپنے سوالات کا جواب کافی اور تسلی بخش ملنے سے بہت خوشی ہوئی ہے۔ مجھے ہر طرح سے کامل اطمینان دلانا یہ خدا کے نبی کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔

مسٹر ریگ 18 مئی 1908ء کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملاقات کے لئے دوبارہ حاضر ہوئے اور اس دفعہ بھی حضور سے کئی سوالات کئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر سوال کے جواب میں ایسی مختصر مگر جامع روشنی ڈالی کہ وہ وجد میں آ کر کہنے لگے میں تو خیال کرتا تھا کہ سائنس اور مذہب میں بڑا تضاد ہے۔ جیسا کہ عام طور پر علماء میں مانا گیا ہے۔ مگر آپ نے تو اس تضاد کو بالکل اٹھا دیا ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہی تو ہمارا کام ہے اور یہی تو ہم ثابت کر رہے ہیں کہ سائنس اور مذہب میں بالکل اختلاف نہیں۔ بلکہ مذہب بالکل سائنس کے مطابق ہے اور سائنس خواہ کتنا ہی عروج پکڑ جاوے مگر قرآن کی تعلیم اور اسلام کے اصولوں کو ہرگز ہرگز نہ جھٹلا سکے گی۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات جلد 10 میں ان دونوں ملاقاتوں کا تفصیل سے ذکر ہے۔ ہندوستان کے اس سفر کے بعد پروفیسر صاحب نیوزی لینڈ چلے گئے بعد میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ سے آپ کی خط و کتابت رہی۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ پروفیسر ریگ کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ پروفیسر بعد میں احمدی مسلمان ہو گیا تھا اور مرتے دم تک اس عقیدہ پر قائم رہا اور اس کے خطوط میرے پاس آتے رہے۔

سال 2006ء میں جماعت آسٹریلیا اور جماعت نیوزی لینڈ نے پروفیسر صاحب کے عزیزوں اور اولاد کو تلاش کرنے کے بارہ میں بہت تحقیق کی۔ جماعت آسٹریلیا نے نیوزی لینڈ میں اس گھر کا پتہ لگالیا جہاں پروفیسر صاحب مرحوم رہا کرتے تھے۔ پھر ان کی تصاویر بھی حاصل کرلیں۔ اس قبرستان اور قطعہ کا بھی پتہ لگالیا جہاں پروفیسر صاحب دفن ہیں۔ ان معلومات کی بنا پر جماعت نیوزی لینڈ نے مزید تحقیق کی اور بالآخر 1922ء کے بعد جو پروفیسر صاحب کی وفات کا سال ہے یعنی 84 سال بعد ان کے پوتے اور پوتی سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہوگئی۔

جماعت نیوزی لینڈ نے، جماعت آسٹریلیا کی طرف سے ہونے والی تحقیق ملنے پر Astronomical Society سے رابطہ کیا اور ان کے خاندان کے بارہ میں دریافت کیا۔ جس پر انہوں نے بتایا کہ آپ Birkenhead Historical Society سے رابطہ کریں۔ چنانچہ ویب سائٹ پر اس سوسائٹی سے رابطہ کیا گیا اور اپنا جماعت کا تعارف کرواتے ہوئے پروفیسر ریگ کے عزیزوں کے بارہ میں دریافت کیا۔ اس پر ان کے پوتے اور پوتی نے بذریعہ ای میل رابطہ کیا تو اس طرح جماعت کا ان سے رابطہ قائم ہوگیا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ نیوزی لینڈ سال 2006ء کے دوران چھ مئی کو یہ دونوں پوتا اور پوتی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کے لئے آئے تھے۔

دوران ملاقات حضور انور نے ان سے دریافت فرمایا تھا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ آپ کے دادا احمدی مسلمان تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ ان دونوں نے بتایا تھا کہ ہمیں علم ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ پروفیسر صاحب کی ایک بیوی انڈیا سے تھی جو ہماری دادی ہے۔ لیکن ہم اپنی دادی سے نہیں مل سکے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا تھا کہ کیا آپ کے دادا کے پاس اسلام کا لٹریچر تھا اور کچھ کتب وغیرہ تھیں۔ اس پر ان دونوں نے بتایا تھا کہ ان کی کچھ کتب وغیرہ میوزیم میں موجود ہیں۔ چونکہ پروفیسر صاحب سائنٹسٹ تھے اس لئے ان کی کتب وغیرہ اور دیگر مسودات کو ایک میوزیم میں رکھا گیا ہے۔ ان کی بعض چیزیں آگ لگ جانے کی وجہ سے ضائع ہوگئی تھیں۔ انہوں نے بتایا تھا کہ پروفیسر صاحب کی آسٹریلین بیوی سے سات بچے ہیں۔ ہم دونوں کا باپ انڈین بیوی سے تھا۔

حضور انور نے دریافت فرمایا تھا کہ کیا آپ کے دادا نے آپ کو کبھی احمدیت کی تبلیغ کی؟ جس کے جواب میں انہوں نے بتایا تھا کہ ہم اتنا جانتے ہیں کہ وہ بہت نیک سیرت اور بالکل جدا اور مختلف آدمی تھا اور اس نے اسلام قبول کیا تھا۔

بعدازاں حضور انور نے ان دونوں Mr. Stewirt Wragge اور مسز Catherine Wragge کو ان دونوں کے نام لکھ کر اور اپنے دستخط کر کے کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی دی اور فرمایا اس کو پڑھیں۔ آپ کو اسلام کے بارہ میں پتہ چلے گا۔

اگلے روز 7 مئی 2006ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آک لینڈ شہر کے بعض علاقوں کے وزٹ کے دوران پروفیسر Clement Wragge کی قبر پر دعا کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ مرحوم قبرستان Pompallier کے ایک حصہ Anglican کے بلاک B کے پلاٹ نمبر 47 میں مدفون ہیں۔ کتبہ پر آپ کی تاریخ پیدائش 1852ء درج ہے اور تاریخ وفات 10 دسمبر 1922ء درج ہے۔ حضور انور نے مرحوم کی قبر پر دعا کی تھی۔ احباب جماعت بھی حضور انور کے ساتھ دعا میں شامل ہوئے تھے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل ۲۷ دسمبر ۲۰۱۳)

............☆☆☆............

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041733615, 9876918864
Deals in: Rapair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

بقیہ: منصف کے جواب میں از صفحہ ۲

تصنیفی کاموں کے باعث اکثر سر درد ہو جاتا تھا اور بار بار پیشاب آتا تھا اور یہی آنے والے مسیح موعودؑ کی علامت تھی کہ وہ دو زرد چادروں میں لپٹا ہوا آئے گا۔اس جگہ زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں جو آپ کو لاحق تھیں یعنی دوران سر اور کثرت بول اور یہ امراض ایسے تھے کہ آپ کو ان سے مستقل راحت حاصل نہیں ہوئی اور ساری زندگی لاحق رہے۔اسی طرح بعض اوقات تصنیفی کاموں کے باعث ذہنی تھکاوٹ اور دل میں تشنج ہو جاتا تھا اور اس میں کسی قدر آرام کے لئے حضور یہ چیزیں اور مختلف ادویا استعمال کرتے رہے جو کسی صورت قابل اعتراض نہیں۔

پھر سونے چاندی اور ریشم کے استعمال کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں: ’’عرض کی گئی کہ چاندی وغیرہ کے بٹن استعمال کئے جاویں؟ فرمایا کہ:

۳۔۴ ماشہ تک کوئی حرج نہیں، لیکن زیادہ کا استعمال منع ہے۔اصل میں سونا چاندی عورتوں کی زینت کے لئے جائز رکھا ہے۔ ہاں علاج کے طور پر ان کا استعمال منع نہیں جیسے کسی شخص کو کوئی عارضہ ہو اور چاندی سونے کے برتن میں کھانا طبیب بتلاوے تو بطور علاج کے صحت تک وہ استعمال کر سکتا ہے۔

ایک شخص آنحضرتؐ کے پاس آیا اُسے جوئیں بہت پڑی ہوئی تھیں۔آپؐ نے حکم دیا کہ تو ریشم کا کُرتہ پہنا کر اس سے جوئیں نہیں پڑتیں۔ (ایسے ہی خارش والے کیلئے ریشم کا لباس مفید ہے)‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۹۶)

یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے نہ صرف یہ کہ سونے چاندی یا ریشمی کپڑوں کا خود کبھی استعمال نہیں کیا بلکہ اپنے متبعین (مردوں) کو بھی ان کا استعمال نہ کرنے کی تلقین کی۔مثل مشہور ہے۔

اندھے کو اندھیرے میں بڑی دُور کی سوجھی۔ معترض نے جب دیکھا کہ بظاہر تو حضرت مسیح موعودؑ کی جانب سے ریشمی کپڑوں کا استعمال ثابت نہیں، کیوں نہ ازار بند پر ہی اعتراض کر دیا جائے! ازار بند کس نے دیکھا ہے لیکن سعید فطرت لوگوں پر اس ناپاک اعتراض کی حقیقت ظاہر ہے۔ ریشمی کپڑوں کے شوقین ریشمی ازار بند نہیں پہنتے بلکہ فخر و مباہات کے اظہار کے لیے اعلیٰ ترین ریشمی کپڑے پہنتے ہیں۔جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں عربوں میں دستور تھا۔

بات دراصل یہ ہے کہ جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ بعض مجبوریوں کے پیش نظر مثلاً خارش والے کے لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ریشم کی اجازت مرحمت فرمائی۔(بخاری کتاب اللباس باب ما یرخص للرجال من الحریر للحلة) یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک اصولی ہدایت ہے جس کے مطابق بعض اور مجبوریوں کے پیش نظر ریشم کا استعمال ناجائز نہیں رہتا۔

سیرت المہدی کی جس روایت کی بنا پر یہ اعتراض ہوا ہے، اگر معترض نے وہ روایت خود پڑھ لی ہوتی تو شاید اس پر حقیقت واضح ہو جاتی۔ بہر حال مکمل روایت یہ ہے، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

’’والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اس لیے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تا کہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔سوتی ازار بند میں آپ سے بعض دفعہ گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 49 روایت 65)

اب اس جگہ ایک سعید فطرت کے لیے کسی اعتراض کی گنجائش موجود نہیں۔ایک ایسا شخص جس نے مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا فرض منصبی ادا کیا، ساری عمر میں 80 سے زائد کتابیں لکھیں، ہزاروں اشتہارات شائع کیے، بے شمار مناظرے اور مباحثے اسلام کی صداقت کے اظہار کیلئے کیے، اس نے اگر اپنی ایک جائز مجبوری کے پیش نظر ریشمی ازار بند باندھ لیا تو کیا دقت ہے! مسیح موعود تو وہ وجود ہے کہ جس کے آرام و آسائش کے لیے اگر دنیا کی تمام سہولتیں بھی اس کے قدموں میں ڈال دی جائیں تو بھی کم ہیں۔پھر حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ انت المسیح الذی لا یضاع وقتہ۔

(روحانی خزائن جلد 17 اربعین نمبر 2 صفحہ 382)

یعنی تو ایسا مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔حوائج ضروریہ بشری تقاضوں کے تحت انسان کے لازم حال ہیں لیکن حضرت مسیح موعودؑ اس پر صرف ہونے والے وقت پر بھی کمال افسوس سے فرماتے ہیں:

’’میرا تو خیال ہے کہ پاخانہ پیشاب پر بھی مجھے افسوس آتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے، یہ بھی کسی دینی کام میں لگ جائے.... کوئی مشغولی اور تصرف جو دینی کاموں میں حارج ہو اور وقت کا کوئی حصہ لے، مجھے سخت ناگوار ہے.... ہم دین کے لیے ہیں اور دین کی خاطر زندگی بسر کرتے ہیں۔بس دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہ ہونی چاہئیے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ از مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ صفحہ 28)

پھر یہ بھی غور کا مقام ہے کہ ریشم کا استعمال دکھاوے کی خاطر نہیں کیا بلکہ مجبوری میں کیا جس سے ایک شان استغنا کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

حضرت ابوھریرہؓ کے متعلق آتا ہے کہ ان کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے پورے کپڑے بھی بمشکل میسر آتے تھے۔پھر آسودگی کے زمانے میں آپ نے نہایت فاخرانہ لباس بھی پہنا۔ایسے ہی ایک موقع پر جب آپنے کتان کے بنے ہوئے قیمتی لباس سے ناک صاف کر کے یا تھوک کر فرمایا، بخ بخ یا ابو ھریرہ! واہ واہ اے ابوھریرہ! آج کتان کے کپڑے میں ناک صاف کرتے ہو، ایک زمانہ وہ تھا جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت عائشہؓ کے حجرہ کے درمیان پڑے رہتے تھے۔لوگ آتے اور تجھے دیوانہ یا مجنون خیال کرتے حالانہ تیری یہ حالت بھوک کی وجہ سے ہوتی تھی۔‘‘

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۵۳ و سیر اعلام النبلا جلد ۲ ص ۴۳۶)

رہی کھانے پینے کی عادات تو دراصل معترض نے ان اعتراضات سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ نعوذ باللہ حضورؑ نے اپنی ساری زندگی عیش و عشرت اور عیاشی میں گزاری اور آپ غریب پرور نہیں تھے۔ اس جگہ حضرت مسیح موعودؑ کے ابتدائی صحابہ اور خدمت گزاروں کی گواہیاں درج کی جاتی ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ آپ کس قدر کم خور تھے۔ حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب حیات احمد میں لکھتے ہیں:

’’مرزا دین محمد صاحب کے بیان سے میں نے لکھا ہے کہ آپ کھانے کیلئے دو پیسہ کی روٹی منگوا لیا کرتے تھے۔اسی طرح آپ نے خود ایک موقعہ پر تحریر فرمایا کہ ’’میں نے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پایا کہ میں وقت ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کر سکتا ہوں۔ میں نے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فربہی کے پہلوان بھی ہو، میرے ساتھ فاقہ کشی کیلئے مجبور کیا جاوے تو قبل اس کے کہ مجھے کھانے کے لئے کچھ اضطرار ہو وہ فوت ہو جاوے‘‘ اور ایسا ہی آپ نے بعض موقعوں پر اپنی تقریر میں فرمایا کہ میں آدھ پیسہ روز پر گزارا کر سکتا ہوں۔

(حیات احمد جلد ۳ صفحہ ۶ نومبر ۱۹۲۸)

نیز فرمایا ’’آپ کے اہل و عیال کے اخراجات تمام و کمال خاندانی روایت کے موافق بڑے میرزا صاحب کرتے تھے۔آپ کو ان سے تعلق نہ ہوتا۔اس لئے یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ آپ کی ضروریات کچھ نہیں، کبھی کچھ آپ کو دے دیا۔ آپ کے اخراجات کی مد میں اخبارات کی خرید اور ڈاک کے اخراجات کے علاوہ داد و دہش بھی ہوتی تھی کوئی سائل آجاتا یا کسی کو محتاج پاتے تو اس کو کچھ نہ کچھ ضرور دے دیتے۔اس وجہ سے ان ایام میں آپ پر روپیہ کے لحاظ سے تنگی کا زمانہ تھا لیکن باوجود اس عسرت کے آپ کی فیاضی اور فراخدلی کے علاوہ شانِ استغناء نمایاں تھی۔ آپ گھر کے کسی بزرگ سے کبھی کسی قسم کا سوال نہیں کرتے تھے اور جو کچھ آتا اسے اپنے خدام کے ساتھ ملکر کھا لیتے۔

مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب جنہوں نے بچپن سے آپ کے آخری عہد زندگی تک خدمت کی۔ کہتے ہیں کہ میں گھر سے سات روٹیاں لایا کرتا تھا۔ چار آپ کے لئے اور تین اپنے لئے۔ان چار میں سے آپ کے حصہ میں ایک روٹی بھی نہیں آیا کرتی تھی۔

مرزا معیت بیگ صاحب کے دو بیٹے عنایت بیگ اور ولایت بیگ تھے۔ان میں سے ولایت بیگ سگ دیوانہ کے کاٹنے سے مر گیا تھا۔کھانے کے وقت عین وقت مقررہ پر عنایت بیگ آتا اور دروازہ کھٹکھٹاتا تھا۔حضرت کا طریق تھا کہ ہمیشہ دروازہ بند کر کے رکھا کرتے تھے اور میں کھول دیتا تو آپ ایک روٹی اور دو بوٹیاں اس کو دے دیتے تھے اور وہ وہیں بیٹھ کر کھا لیتا۔ حضرت کھانے میں دیر کرتے۔ پھر وہ چلا جاتا اور میں دروازہ بند کرتا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر دستک ہوتی اور میں دروازہ پر جاتا تو جینا کشمیری موجود ہوتا۔اس کو اندر آنے کی اجازت ملتی۔ایک روٹی اور ایک بوٹی اسے دی جاتی اور وہ بھی وہاں ہی بیٹھ کر کھا کر چلا جاتا۔پھر اس کے بعد جمال کشمیری آجاتا اسے بھی ملتی۔ پھر حافظ معین الدین آتا اسے ملتی اور اس طرح پر آپ اپنا سارا کھانا

اخبار ’’ہفت روزہ بدرؔ‘‘ کی ملکیت اور دیگر تفصیلات کا بیان
بموجب پریس رجسٹریشن ایکٹ فارم نمبر ۴ قاعدہ نمبر ۸

رجسٹریشن نمبر RN 61/57

۱۔مقام اشاعت	:	قادیان
۲۔وقفہ اشاعت	:	ہفت روزہ
۳۔پرنٹر و پبلشر	:	منیر احمد حافظ آبادی، ایم اے
۴۔قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	محلہ احمدیہ قادیان۔ضلع گورداسپور۔صوبہ پنجاب (انڈیا)
۵۔ایڈیٹر کا نام	:	منیر احمد خادمؔ
قومیت	:	ہندوستانی
پتہ	:	محلہ احمدیہ قادیان۔ضلع گورداسپور۔صوبہ پنجاب (انڈیا)

میں منیر احمد حافظ آبادی، ایم اے اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری معلومات ہیں، درست ہیں۔
منیر احمد حافظ آبادی، ایم اے

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

دے دیتے اور خود تھوڑا سا شوربا پی لیتے۔ (معلوم ہوتا ہے کہ اسی شوربے پر معترض کو اعتراض تھا کہ وہ بھی کیوں پیا! ناقل) میں ہر چند اصرار کرتا مگر میری روٹی میں سے نہ کھاتے اور وہ مجھے دے دیتے۔ میرے اصرار کرنے پر بھی گھر سے اور روٹی نہ منگواتے اور نہ میری روٹی میں سے کھاتے۔ کبھی جب میں ایسی ضد کرتا کہ اگر آپ نہیں کھاتے تو میں بھی نہیں کھاتا تو تھوڑی سی کھا لیتے اور ایسا ہی شام کو ہوتا۔ البتہ شام کو ایک پیسے کے چنے منگوا کر کچھ آپ چبا لیتے۔ گریاں میں آپ کو دے دیتا باقی میں خود کھا لیتا۔ ایسا ہی کبھی چاء بنوا کر اور مصری ڈالکر پی لیتے...... سادہ زندگی بسر کرتے تھے اور دنیا کے تنعّمات سے آپ کو کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ اور آپ کی ساری مصروفیت اور شغل اعلائے کلمۃ اللہ تھا۔ (ایضاً صفحہ ۶۳۶ ۔۶۳۷ ۔ ۶۳۸)

محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔ اصحاب احمد جلد دوم میں ایسے معترضین کے متعلق حضرت نواب محمد علی صاحب کا بیان قلمبند کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’نواب صاحب فرماتے تھے کہ مرزا خدا بخش صاحب کی بیوی حضرت اماں جان کی حد سے زیادہ نقل کرتی تھی اور مرزا صاحب (خدا بخش) نواب صاحب سے کہتے کہ میرا خرچ پورا نہیں ہوتا میں کیا کروں۔ میری بیوی اماں جان کو جو کپڑے پہنے دیکھتی ہے وہی پہننے پر اصرار کرتی ہے؟ حالانکہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحبؓ کی دونوں بیویاں وہاں رہتی تھیں ان پر کوئی اثر نہیں تھا۔ ایک دفعہ حضورؑ سے ذکر کیا گیا کہ ایک غیر احمدی عورت کہتی ہے کہ حضور بادام انڈے وغیرہ اچھی خوراک کھاتے ہیں تو حضورؑ نے بہت غصہ سے فرمایا کہ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نعمتیں اس کے پیاروں کے لئے نہیں ہیں۔ ان لوگوں کیلئے ہیں؟ نیز فرماتے تھے کہ حضرت اماں جان سے ان لوگوں کو جو بعد میں کٹ گئے کافی نقار معلوم ہوتا تھا۔ جو ان کی باتوں سے ظاہر ہو جاتا تھا۔ اگر لباس یا کوئی زیور بن گیا اس کا ذکر کرکے علاوہ ازیں حضرت اقدسؑ کے حضرت اماں جان کی دلداری کرنے اور خیال رکھنے پر بھی اعتراض کے رنگ میں بات کر دیتے تھے۔ حالانکہ ہم لوگ بھی گھر میں رہتے اور دیکھتے تھے کہ بجز صفائی اور شریفانہ حسب حیثیت خوش پوشی کے کوئی تکلف نہ تھا نہ کوئی قابل اعتراض اسراف۔ کسی لباس اور زیور وغیرہ میں زیادتی یا انہماک ہم نے نہ تو دیکھا نہ سنا بلکہ ساری معاشرت میں سادگی ہی تھی۔ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں کہ سستا زمانہ تھا۔ ریشمی ململ قادیان میں چار آنہ گز مل جاتی تھی۔ اگر کسی خدمت گزار لڑکی کو جو اکثر محض اخلاص سے کام کرنے والے لوگ تھے تنخواہ دار نوکر ہی نہ تھے۔ کسی موقعہ پر کپڑے بنوا دیئے گئے یا ان کو ان کی عزت کے مطابق شریفانہ لباس میں رکھا گیا تو اس پر بھی اعتراضات کر دیئے جاتے تھے ان باتوں کا نواب صاحب کے دل پر اتنا سخت اثر پڑا تھا کہ میں نے ہمیشہ دیکھا کہ ان کو اعتراض کرنے کی عادت سے انتہائی نفرت تھی۔‘‘ (اصحاب احمد جلد ۲ صفحہ ۳۱۲ ۔ ۳۱۳)

یہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے ابتدائی اور بعد کے دور کا ایک مختصر نقشہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے آقا و مطاع سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال متابعت میں انتہائی فیاض اور ہمدرد اور مہمان نواز واقع ہوئے تھے۔ آپ کے پاس غریبوں اور ناداروں کے علاوہ مہمانوں کی بھی بہت کثرت رہتی تھی اور آپ ان مہمانوں کے لئے حسب مراتب ہر قسم کی سہولت اور کھانے کا انتظام رکھتے تھے۔ حضورؑ ہر مہمان کی ضرورت کے مطابق چائے، ناشتہ دودھ وغیرہ کا انتظام فرماتے۔ یہاں تک کہ ان کی عادات کے موافق چاول اور روٹی وغیرہ کا انتظام فرماتے اور عمدہ بستر اور خیمے وغیرہ منگواتے تا کہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔

اس جگہ حضرت مسیح موعودؑ کی مہمان نوازی کا ایک اجمالی جائزہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے جس سے بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ آپ یہ تمام خوردنی اور روزمرہ کی ضرورت کی اشیاء صرف اپنی عیش وعشرت کے لئے نہیں بلکہ مہمانوں کی مہمان نوازی کے لئے منگوایا کرتے تھے۔ معترض نے پان کا ذکر کیا ہے۔ مولوی حسن علی صاحب مرحوم مسلم مشنری جو علماء ہند میں ایک نمایاں اور ممتاز حیثیت رکھتے تھے اپنے تاثرات میں لکھتے ہیں:

’’مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو بہت تعجب سا گزرا، ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین اُن کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بُری عادت تھی۔ امرتسر میں تو مجھے پان ملا لیکن بٹالہ میں مجھ کو پان کہیں نہ ملا۔ ناچار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا۔ میرے امرتسر کے دوست نے کمال کیا کہ مرزا صاحب سے نہ معلوم کس وقت میری اس بری عادت کا تذکرہ کر دیا جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی کو روانہ کیا۔ دوسرے دن گیارہ بجے دن کے جب کھانا کھا چکا تو پان موجود پایا۔ سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا تھا‘‘۔

(تاثرات قادیان مرتبہ ملک فضل حسین صاحب مطبوعہ لاہور ۱۹۳۸)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ خود کھانے کیلئے پان نہیں منگواتے تھے بلکہ مہمانوں کی خاطر منگواتے تھے۔ کیونکہ پان کے متعلق تو آپ فرماتے ہیں:

’’حدیث میں آیا ہے **ومن حسن الاسلام ترك مالايعنيه** یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جاوے۔ اسی طرح پر یہ پان حقہ زردہ (تمباکو) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 219)

پھر ایسی بہت سی روایات سیرت المہدی میں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ کے پاس آنے والے تمام مہمانوں اور اہالیان قادیان کا کھانا ایک عرصہ تک حضور کے گھر سے ہی پکتا تھا اور حضور سب مہمانوں کے ساتھ مل کر وہی کھانا کھاتے جو مہمانوں کے لئے پکتا۔ حضورؑ کے لئے کوئی الگ کھانا نہیں پکتا تھا بلکہ حضور مہمانوں کی پسند کے مطابق ان سے پوچھ پوچھ کر کھانا پکواتے اور ان کو کھلاتے تھے۔ ایک مرتبہ جب ایک مہمان عورت کے متعلق آپ کو معلوم ہوا کہ اس نے کھانا نہیں کھایا تو حضورؑ نے گھر والوں سے خفا ہو کر فرمایا تم نے اس کو کھانا نہیں کھلایا! ’’یہی تو میرے بال بچے ہیں۔‘‘ پھر حضور نے خود کھانا منگوا کر اُسے کھلایا۔

(سیرت المہدی حصہ پنجم صفحہ ۱۹۶)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب حضور کے رہن سہن اور پہناوے کے متعلق سیرت المہدی میں فرماتے ہیں کہ فقیر محمد صاحب کی زوجہ محترمہ راجو صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ’’میری ساس مجھے حضور سے سلام کیلئے لے گئی۔ حضورؑ ہمارے برتنوں میں ہمارے ہاتھوں سے لے کر کھا لیا کرتے تھے۔ حضورؑ کا لباس بہت سادہ ہوتا تھا اور بال سرخ چمکیلے تھے۔ سر پر پگڑی باندھتے۔ کرتے کے اُوپر چوغہ پہنتے یا کوٹ اور شرعی پائجامہ پہنتے۔ جوتا سادہ ہوتا۔ ہاتھ میں سوٹی رکھتے۔‘‘ (ایضاً صفحہ ۱۹۵)

یہ حضورؑ کے روزمرہ کے کھانے پینے، رہن سہن، پہناوے اور عادات و اخلاق کا ایک اجمالی نقشہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ عین اُسوہ نبویؐ کے مطابق اپنی زندگی گزارتے تھے۔ اب جو شخص اپنے کھانے پینے رہن سہن اور عادات و اخلاق میں اس قدر شریعت محمدی کا پابند ہو کہ پاجامہ تک شرعی پہنتا ہو، اس پر اس قسم کے بے ہودہ اور اوچھے اعتراضات کرنا کہ آپ کو گوشت مچھلی کباب وغیرہ پسند تھے یا آپ اعلیٰ درجہ کی مغزیات یا میوہ جات کھاتے تھے یا ازار بند ریشمی استعمال کرتے تھے، بے ہودہ اوچھے اور شریر لوگوں کا ہی کام ہے۔ معلوم ہوتا ہے مولوی ثناء اللہ امرتسری جن کا پس خوردہ کھانے کے یہ لوگ عادی ہیں، کا یہ اقتباس معترض کی نظر سے نہیں گزرا جس میں مولوی صاحب ایک شیعہ کے جواب میں فرماتے ہیں:

’’اچھا صاحب سنئے! پلاؤ قورمہ کھانا، نوار کے پلنگ پر سونا وغیرہ تو قرآن مجید سے ثابت ہے۔ غور سے سنئے اگر آپ کے قرآن میں نہ ہو تو صحیفہ عثمانیہ میں ملاحظہ کیجئے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔

(الاعراف: ۳۳)

اے نبی (علیہ السلام) تم کہہ دو کہ خدا کی پیدا کی ہوئی زینت اور پاکیزہ رزق کس نے حرام کیے ہیں تم یہ بھی کہہ دو کہ دنیا میں یہ مومنوں کیلئے مشترک ہیں۔ آخرت میں خاص انہی کے لئے ہوں گے‘‘۔

(اخبار اہلحدیث ۹ فروری ۱۹۱۲ صفحہ ۲ کالم ۳)

اب جو جواب یہ ثناء اللہ صاحب کے اس حوالہ کا دیں وہی ہمارا بھی جواب ہے۔ رہی بات کہ حضرت اماں جان فینسی پارچہ جات اور نفیس اشیا خریدنے کیلئے لاہور جایا کرتی تھیں تو ہمیں کوئی بتلائے کہ اس میں کون سی غیر شرعی بات ہے؟ کیا عورتوں کو اپنی ضرورت کی اشیاء خریدنے کے لئے لاہور جانا منع ہے؟ تف بریں عقل! ہر مرد اور عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عمدہ لباس پہنے اور نفیس اشیاء استعمال کرے۔ حضرت مسیح موعودؑ لباس اور گھر کی صفائی ستھرائی پر بڑا زور دیتے تھے اور اسے اپنے آقا و مطاع سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل پیروی میں ایمان کا جز قرار دیتے تھے۔ افسوس کہ معترض نے یہ اعتراض کر کے ایمان کے اس شعبے سے اپنی بے نصیبی کا ثبوت دیا اور اپنی کثافت قلبی کھول کر بیان کر دی اور واضح کیا کہ اُسے عمدہ اور نفیس چیزوں سے کتنی الرجی تھی۔ قرآن مجید اور احادیث نبویہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان حلال اور پاکیزہ چیزیں کھائے اور عمدہ اور پاک صاف لباس پہنے جو ننگ ڈھانپنے کے ساتھ ساتھ زینت کا بھی موجب ہو۔ کیا معترض نے ساری عمر حلال اور پاکیزہ چیزیں نہیں کھائیں! عمدہ اور نفیس چیزیں استعمال نہیں کیں اور ننگ ڈھانپنے والا اور موجب زینت لباس نہیں پہنا!۔ اگر ایسا ہی ہے تو پھر معترض اور اس کے پیروکاروں کو اُن کا یہ عمل مبارک ہو۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم ایک ایسے رسول کے غلام کے پیروکار ہیں جو اپنے آقا و مطاع سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں حلال اور طیب اشیا کا دلدادہ تھا، عمدہ اور نفیس چیزوں کو پسند کرتا تھا اور ننگ ڈھانپنے والا اور موجب زینت لباس پہنتا تھا۔ حضرت اماں جان دنیا و آخرت کے روحانی بادشاہ کی پاک زوجہ تھیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ اعلیٰ ذوق اور اعلیٰ ظرف مسیح موعود کو زوجہ بھی اعلیٰ ذوق اور اعلیٰ ظرف عطا ہوئی۔ ہمیں افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ معترض نے اس ضمن میں خامہ فرسائی کر کے اپنی بدذوقی اور کم ظرفی کا ثبوت دیا۔

اہلیہ محترمہ ملک کرم الٰہی صاحب حضرت اماں جان کے اخلاق و عادات اور لباس کے متعلق فرماتی ہیں:

’’میں نے سنا تھا کہ بیوی صاحبہ (یعنی حضرت مسیح موعودؑ کی زوجہ مطہرہ۔ ناقل) کے پاؤں میں سونے کی پازیبیں ہیں اور پتلون نما پاجامہ اور فل بوٹ پہنتی ہیں۔ میں نے اُسے جواب دیا کہ وہ دین و دنیا کے بادشاہ کی بیوی سونے کی پازیبیں چھوڑ جواہرات کی پاوے تو ہمیں خوشی ہے۔ جیسا ان کا دل چاہے لباس پہنیں۔ اس میں عذر کی کون سی بات ہے (پھر لکھتی ہیں کہ معترض نے کہا کہ۔ ناقل) اور بڑی متکبر ہیں۔ بات تک بھی نہیں کرتیں۔ مگر میرا مشاہدہ بتلاتا ہے کہ ان کے پاس تکبر کا گزر ہی نہیں ہوا۔ وہ مجسم رحم اور حلم کی تصویر ہیں۔ پردہ کا از حد خیال ہے۔ کوئی بچہ تک اندر نہیں آنے پاتا۔‘‘

(الحکم قادیان ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء بحوالہ تاثرات قادیان صفحہ ۹۷)

ایسے پاک وجود کے متعلق خواہ نخواہ موشگافی کرنا اور طرح طرح کی باتیں معاشرے میں پھیلانا فاسقوں کا کام ہے۔ یہ ہم نہیں کہتے، خدا کا قول ہے یقین نہ آئے تو قرآن مجید کھول کر سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۷ (بسم اللہ سمیت) پڑھ لو۔

(جاری)

تنویر احمد ناصر، قادیان

مظفر نگر کے فساد زدگان میں تقسیم ریلیف

مجلس خدام الاحمدیہ دہلی کی جانب سے ۲۵ جنوری ۲۰۱۴ کو مظفر نگر کے فساد زدگان میں کمبل تقسیم کئے گئے۔ قبل ازیں خدام کو مالی تحریک کی گئی تھی جس میں خدام نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ خدام کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے اور اس حقیر کوشش کو شرف قبولیت بخشے۔ (مسرور احمد لون۔ ناظم خدمت خلق دہلی)

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager : 09464066686
Editor: 08283058886
e : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 63 Thursday 13Feb 2014 IssueNo.7

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2015

اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جوڑ کر پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے
یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 31 جنوری 2014 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں اصلاحِ اعمال یا تربیت کے حوالے سے مربیان، تمام واقفینِ زندگی امراء اور عہدے داران کی ذمہ داریوں کی بات ہو رہی تھی کہ کس طرح انہیں اپنا کردار عملی اصلاح کی روک کے اسباب پر قابو پانے کے لئے ادا کرنا چاہئے اور اس کے لئے کن چیزوں کی ضرورت ہے جن کو مربیان اور عہدے داران کو اپنے اوپر لاگو کر کے پھر جماعت کو بتانے اور دکھانے کی ضرورت ہے۔

گزشتہ خطبہ میں قوتِ ارادی کے پیدا کرنے اور علمی کمزوری دور کرنے کا ذکر ہو گیا تھا لیکن تیسری بات اس ضمن میں بیان نہیں ہوئی تھی۔ یعنی عملی کمزوری کو دور کرنے کا طریق یا عملی قوت کو کس طرح بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں آج کچھ کہوں گا۔ اس کے لئے جیسا کہ پہلے خطبات میں ذکر ہو چکا ہے، بیرونی علاج یا مدد کی ضرورت ہے۔ یا کہہ سکتے ہیں کہ دوسرے کے سہارے کی ضرورت ہے۔ اور عملی اصلاح کے لئے یہ سہارا دو قسم کا ہوتا ہے یا دو قسم کے سہاروں کی ضرورت ہے۔ ایک نگرانی کی اور دوسرا جبر۔ نگرانی یہ ہے کہ مستقل نظر میں رکھا جائے، زیرِ نگرانی رکھا جائے کہ کہیں کوئی بدعمل نہ کر لے۔ اس قسم کی نگرانی دنیاوی معاملات میں بھی ہوتی ہے، گھروں میں ماں باپ بچوں کی نگرانی کرتے ہیں، سکولوں میں استاد علاوہ پڑھانے کے نگرانی کا کردار ادا کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ حکومت کے کارندے نگرانی کر رہے ہوتے ہیں اور یہ بتا دیتے ہیں کہ ہم نگرانی کریں گے۔ سڑکوں پر ٹریفک کے لئے مستقل کیمرے لگائے ہوتے ہیں اور بورڈ لگے ہوتے ہیں کہ کیمرہ لگا ہوا ہے۔ یہ نگرانی کا ایک عمل ہے۔

بہرحال اس ساری نگرانی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اُس کو اُن کاموں سے روکا جائے جن کی وجہ سے فساد پیدا ہو سکتا ہے یا اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اصلاح ہو، تو بہرحال نگرانی ایک ذریعہ ہے اصلاح کا، عملی اصلاح کرنے کے لئے دین بھی اس کی طرف ہمیں توجہ دلاتا ہے۔ اور بہت سے غلط کاموں سے انسان اس وجہ سے بچ رہا ہوتا ہے کہ معاشرہ اس کی نگرانی کر رہا ہے۔ ماں باپ اپنے دائرے میں نگرانی کر رہے ہوتے ہیں۔ مربیان کا یہ نگرانی کرنا اپنے دائرے میں کام ہے۔ اور باقی نظام کو بھی اپنے اپنے دائرے میں نگران بننا ضروری ہے۔ اور جب اسلام کی یہ تعلیم بھی سامنے ہو کہ ہر نگران اپنی نگرانی کے بارے میں پوچھا جائے گا تو نہ صرف اُن کی اصلاح ہو گی جن کی نگرانی کی جا رہی ہے بلکہ نگرانوں کی بھی اصلاح ہو رہی ہو گی۔ تو بہرحال عملی اصلاح کے لئے نگرانی بھی ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

دوسری بات جو اصلاح کے لئے ضروری ہے۔ جبر ہے یہاں جبر سے مراد یہ ہے کہ دین کی طرف منسوب ہو کر پھر اُس کے قواعد پر عمل نہ کرنا اور اُسے توڑنا، ایک طرف تو اپنے آپ کو نظامِ جماعت کا حصہ کہنا اور پھر نظام کے قواعد کو توڑنا۔ یہ بات اگر ہو رہی ہے تو پھر بہرحال سختی ہو گی اور یہی یہاں جبر سے مراد ہے۔ نظام کا حصہ بن کر رہنا ہے تو پھر تعلیم پر بھی عمل کرنا ہو گا۔ ورنہ سزا مل سکتی ہے، جرمانہ بھی ہو سکتا ہے، بعض قسم کی پابندیاں بھی عائد ہو سکتی ہیں اور ان سب باتوں کا مقصد اصلاح کرنا ہے تاکہ قوتِ عملی کی کمزوری کو دور کیا جا سکے۔ جماعت میں بھی جب نظامِ جماعت سزا دیتا ہے تو اصل مقصد اصلاح ہوتا ہے۔ کسی کی سبکی یا کسی کو بلاوجہ تکلیف میں ڈالنا نہیں ہوتا۔ یہ جبر حکومتی قوانین میں بھی لاگو ہے۔ سزائیں بھی ملتی ہیں۔

پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ نیک اعمال بجا لانے کی عادت ڈالنے کے لئے مختلف ذرائع استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ بغیر ان ذرائع کو اختیار کئے اصلاحِ اعمال میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ پس ان ذرائع کا استعمال انتہائی ضروری ہے۔ یعنی ایمان کا پیدا کرنا، علمِ صحیح کا پیدا کرنا، ان باتوں کا تو گزشتہ خطبہ میں ذکر ہو گیا تھا۔ اور نگرانی کرنا اور جبر کرنا، جن کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے۔ یہ چار چیزیں ہیں جن کے بغیر اصلاح مشکل ہے۔

پس جیسا کہ گزشتہ خطبہ میں ذکر ہو چکا ہے کہ پہلے علاج کے طور پر تربیت کر کے ایمان میں مضبوطی پیدا کرنا ضروری ہے۔ اور اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات، آپ کی وحی، آپ کے تعلق باللہ اور آپ کے ذریعہ سے آپ کے ماننے والوں میں روحانی انقلاب کا ذکر کیا جائے۔ یہ ذکر متواتر اور بار بار ہونا چاہئے۔ یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کو کس طرح حاصل ہو سکتی ہے اور اُس کا پیار جب کسی انسان کے شاملِ حال ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس سے کس طرح امتیازی سلوک کرتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں اس بارے میں کس طرح بتایا ہے۔ نئے احمدی جو مختلف قوموں سے ہو رہے ہیں، افریقہ میں سے بھی اور عربوں میں سے بھی زیادہ تر، اپنے واقعات لکھتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھ کر اُن میں تبدیلیاں ہوئیں، اُن کے ایمان میں اضافہ ہوا۔ بیشک کتب پڑھ کر اُن کی اعتقادی غلط فہمیاں بھی دور ہوئیں اور اعتقادی لحاظ سے اُن کے علم میں اضافہ ہو کر اُن کو ایمان کی نئی راہیں نظر آئیں۔ لیکن ایمان کی مضبوطی اُن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات کو دیکھنے، آپ کی وحی کی حقیقت کو سمجھنے اور آپ کے تعلق باللہ سے اُن میں پیدا ہوئی، اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اُنہیں بعض نشانات دکھا کر اپنے قرب کا نظارہ دکھا دیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات، وحی، الہامات اور تعلق باللہ کی اہمیت جو ہمارے دلوں میں بھی ایمان کی کرنوں کو روشن تر کرے، کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے اپنے انداز میں آپ نے یوں فرمایا۔ کہ

حضرت عیسیٰ بیشک زندہ آسمان پر بیٹھے رہیں۔ اُن کا آسمان پر زندہ بیٹھے رہنا اتنا نقصان دہ نہیں ہے جتنا خدا تعالیٰ کا ہمارے دلوں میں مردہ ہو جانا نقصان دہ ہے۔ پس کیا فائدہ اس بات کا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر زور دیتے رہو جبکہ خدا تعالیٰ کو لوگوں کے دلوں میں تم مار رہے ہو اور اُسے زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ تو حیّ و قیوم ہے اور کبھی نہیں مرتا مگر بعض انسانوں کے لحاظ سے وہ مر بھی جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ تو نہیں مرتا مگر جب کوئی انسان اُسے بھلا دیتا ہے تو اُس کے لحاظ سے وہ مر جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

عجیب بات ہے کہ ہمارے علماء حضرت عیسیٰ کو مارنے کی کوشش کرتے ہیں مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کو زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ وہ روح پیدا نہیں کرتے جس سے اللہ تعالیٰ کا فہم اور ادراک پیدا ہو۔ ہماری اصل کوشش خدا تعالیٰ کو زندہ کرنے کی اور اُس سے زیادہ تعلق پیدا کرنے کی ہونی چاہئے۔ اگر خدا سے ہمارا زندہ تعلق ہے تو چاہے عیسیٰ کو زندہ سمجھنے والے جتنا بھی شور مچاتے رہیں، ہمارے ایمانوں میں کبھی بگاڑ پیدا نہیں ہو گا کیونکہ خدا ہر قدم پر ہمیں سنبھالنے والا ہو گا۔ پس بیشک وفاتِ مسیح، ختمِ نبوت یا دوسرے مسائل جو ہیں جن کا اعتقاد سے تعلق ہے اُن کا علم ہونا تو بہت ضروری ہے اور ان پر دلیل کے ساتھ قائم رہنا بھی ضروری ہے، بغیر دلیل کے نہیں، لیکن عملی اصلاح کے لئے ہمیں خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ہو گا اور اس کے لئے وہ ذرائع اپنانے ہوں گے جو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دکھائے۔ ہمیں اپنے قول و فعل کے تضاد کو ختم کرنا ہو گا۔ جو ہم دوسروں کو کہیں، اُس کے بارے میں اپنے بھی جائزے لیں کہ کس حد تک ہم اس پر عمل کر رہے ہیں۔

اپنی حالتوں کو بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق بنائیں۔ جماعت کی عملی قوت کو مضبوط کریں۔ جماعت کے بچوں، عورتوں اور مردوں کے سامنے یہ باتیں پیش کریں اور بار بار پیش کریں اُنہیں بتائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ کس طرح خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہوا، اُنہیں سمجھائیں کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے کیا ذرائع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟ پھر دیکھیں کہ جو نوجوان دنیا داری کے معاملات میں نقل کی طرف رجحان رکھتے ہیں، خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے بنیں گے۔ پھر صرف چند مربیان یا علماء غیر از جماعت مولویوں کے چھکے چھڑانے والے نہیں ہوں گے بلکہ یہ نمونے جو ہمارے نوجوان مرد، عورتیں، بچے قائم کر رہے ہوں گے یہ دنیا کو اپنی طرف کھینچنے والے ہوں گے۔ پس اپنی عملی حالتوں کی درستی کی طرف توجہ کی سب سے پہلے ضرورت ہے۔

اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جوڑ کر پھر خلافت سے کامل اطاعت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ یہی چیز ہے جو جماعت میں مضبوطی اور روحانیت میں ترقی کا باعث بنے گی۔ خلافت کی پہچان اور اُس کا صحیح علم اور ادراک اس طرح جماعت میں پیدا ہو جانا چاہئے کہ خلیفہ وقت کے ہر فیصلے کو بخوشی قبول کرنے والے ہوں اور کسی قسم کی روک دل میں پیدا نہ ہو، کسی بات کو سن کر انقباض نہ ہو۔

خلافت کا صحیح فہم و ادراک پیدا کرنا بھی مربیان کے کاموں میں سے اہم کام ہے۔ اور پھر عہدیداران کا کام ہے کہ وہ بھی اس طرف توجہ دیں۔ پس یہ باتیں جماعت کے ہر فرد کے دل میں راسخ ہونی چاہئیں اور یہ مربیان اور اہلِ علم کا کام ہے کہ اسے ہر ایک کے دل میں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ پس اس ذمہ داری کو سمجھیں، اس بات کے پیچھے پڑ جائیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات اور آپ کے فیوض

(باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں)

کمپوزنگ و ڈیزائننگ: کرشن احمد قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان